

18

سوویت یونین

میں

اسلام

✓  
۲۹۷۳۰۹۸۴  
۱۵۸۸۴

**DATA ENTERED**

مفتی ضیاء الدین بابا خانوف

قاضی عبداللہ خان قلوبوف

قاضی اسماعیل مخدوم ساتتیف

اول  
امام خطیب منیر الدین مخدوم عصام الدینوف

نے سوویتے یونینے میں اسلام کے  
حالتے، سوویتے مسلمانوں کے  
بینے الاقوامی تعلقاتے، ایکے مذہبی  
جنہیتے کے لوگوں کے اور سوویتے  
یونینے میں اسلام کے قدیم یادگاروں  
کے بارے میں بتایا ہے۔



سوویت یونین میں اسلام ریاست سے  
الگ ہے اور دوسرے مذاہب کے مساوی  
حقوق رکھتا ہے۔



سوویت یونین کے مسلم قومیتوں کے درمیان  
امن، دوستی اور باہمی رواداری قائم ہے۔



پورے سوویت مملکت اسلام کے تاریخ  
یا دیگروں کے حفاظت کرتے ہیں۔



مسجد "ٹیلہ شیخ" کے دیندار مسلمان  
خدا کا شکر ادا کر رہے ہیں۔



شہریوں کو آزادیِ ضمیر کی  
 ضمانت دینے کے لئے سوویت  
 یونین میں مذہبِ ریاست  
 سے اور اسکول مذہب سے  
 الگ کر دیا گیا ہے۔ تمام  
 شہریوں کو آزادی سے  
 مذہبی رسوم ادا کرنے  
 اور مذہب کے حیلوں  
 پر پیکڑہ کرنے کا حق  
 حاصل ہے۔



(سوویت یونین کا آئین - دفعہ ۱۲۴)



مولف کتاب - رؤف ملک

# حرفِ آغاز

آج سے اکاون برس پیشتر سوویت روس میں عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی اور وہاں اشتراکی نظام کے قیام سے تاریخ عالم میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ روس کے اس انقلاب نے دنیا کے دوسرے ملکوں میں اشتراکی انقلاب اور اشتراکی طریق معیشت کے قیام کے لئے راہ ہموار کر دی۔ انسانی تاریخ کے اس عظیم کارنامے کو ختم کرنے کے لئے سامراجی طاقتوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور ہر ممکن کوشش کی کہ اشتراکیت کا یہ تجربہ ناکام ہو جائے۔

اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے سامراجی طاقتوں نے سوویت روس کی سوشلسٹ حکومت کے خلاف باقاعدہ فوجی مداخلت کی اور جب اس فوجی مداخلت اور ناکابندی میں سامراجی ناکام ہوتے تو انہوں نے سوویت

حکومت کے خلاف سیاسی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ایک جال پھیلایا، اور طرح طرح کا جھوٹا، لغو اور بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے دنیا کو سوشلسٹ نظام سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔

اس لغو اور بے ہودہ پروپیگنڈا میں سوویت یونین میں مذہبی آزادی کے فقدان کا چرچا بڑے زور شور سے کیا جاتا ہے اور آج اکاون سال بعد بھی دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سوویت یونین میں مذہبی آزادی بالکل نہیں ہے وہاں گرجے اور مسجدیں مسمار کر دی گئی ہیں اور لوگوں کو جبراً دہریت کا سبق دیا جاتا ہے۔

گو اس جھوٹ اور افیروں کا پردہ کئی مرتبہ چاک کیا جا چکا ہے لیکن اس کے باوجود سامراجی سوشلسٹ دشمن اور رحبت پسند طاقتیں فاشسٹوں کے ڈھنڈورچی ڈاکٹر گوٹیلبرگ کی پیروی میں مسلسل جھوٹ بولے جا رہی تھیں کہ شاید اسی طرح ہی لوگ ان کے جھوٹ کو سچ مان لیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص سوویت یونین کا سفر کر کے آئے تو اس سے عموماً وہاں کی مذہبی حالت کے متعلق اکثر سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ اس صورت حال کا مجھے اندازہ تھا اور اس سے عہدہ برآہونے کے لئے میں نے اپنے حالیہ سفر سوویت یونین کے دوران سوویت یونین کے مسلمانوں کے متعلق نووشتی پریس ایجنسی کے توسط سے جو حقائق معلوم کئے اور جو تصاویر اکٹھی کیں وہ اس کتاب میں درج ہیں۔

میرا سفر سوویت یونین محض کاروباری نوعیت کا تھا اور اس کا مقصد سوویت یونین کے سیاسی، سماجی اور معاشی حالات کا تجزیہ کرنا نہیں تھا۔ پھر بھی اپنے ماسکو اور لیبن گراد کے قیام کے دوران میں نے وہاں کے



معاشی اور سماجی حالات کا بنظر غائر مشاہدہ کیا اور بحیثیت ایک مسلمان کے ان دونوں شہروں کی مسجدوں کی زیارت بھی کی اور وہاں نماز بھی ادا کی۔ میں نے ماسکو یونیورسٹی اور لومبیا فرینڈشپ یونیورسٹی میں پاکستان اور دیگر افرو ایشیائی ملکوں کے ان طالب علموں سے ملاقات بھی کی جو بغرض تعلیم وہاں سالوں سے مقیم ہیں۔ ان سے گفتگو کے دوران ان تمام حقائق کی تصدیق ہوئی جو اس کتاب میں درج ہیں۔ امید ہے پاکستانی قارئین اس کتاب کو دلچسپ اور خیال افروز پائیں گے۔

عبدالرزاق ملک

لاہور  
۱۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء





منقہ  
ضیاء الدین  
بابا خالوف

”اگرچہ بہت سے سوویت لوگ  
ہمارے مذہب سے عقائد نہیں  
رکھتے۔ پھر بھی لینن کے  
ہدایت کے مطابق سوویت  
ریاست کے آئین کے رو سے  
ہمارے آزادی مذہب کے  
حق کے حفاظت کرتے ہیں۔“

○



سوویت یونین میں اسلام ریاست سے  
الگ ہے اور دوسرے مذہبوں کے  
مساوی حقوق رکھتا ہے

خبر رساں ایجنسی "نووستی" کے فامہ نگار سے وسط  
ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارے دینیہ  
کے صدر مفتی ضیا الرحمن بابا خانوف کی بات چیت۔

**سوال :-** دنیا کے مختلف ملکوں میں رہنے والے کروڑوں مسلمان  
سوویت یونین میں اپنے ہم مذہبوں کی زندگی سے دلچسپی لیتے ہیں۔ محترم مفتی صاحب  
غالباً آپ اس سلسلے میں سوویت یونین میں اسلام کی حالت کے بارے میں اپنی  
مستند رائے ظاہر کریں گے ؟

**جواب :-** بخوشی۔ ہمارے عظیم ملک سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی  
یونین میں مختلف مذہبوں کے کروڑوں لوگ رہتے ہیں۔ ازبک اور تاجک، ترکمان  
اور بنگلیر، قزاق اور کرغیز، تاتار، داغستانی اور آذربائی جانی صدیوں سے مذہب  
اسلام کے پیرو ہیں۔

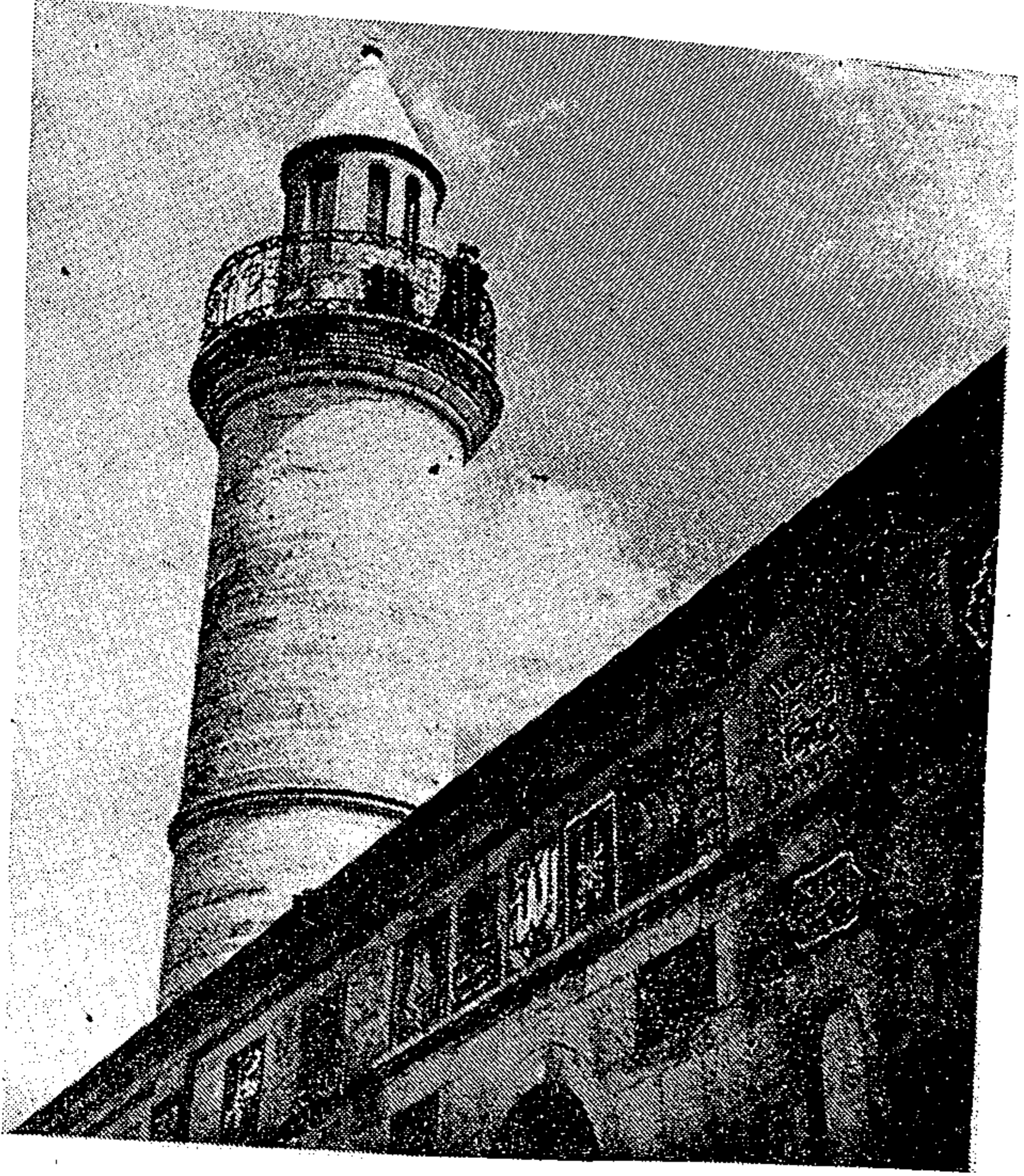
لیکن صرف گزشتہ نصف صدی میں ان مسلم قومیتوں کی زندگی واقعی  
خوشحال ہوئی ہے۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب نے روسی سلطنت ختم کر دی اور اس کے ساتھ مختلف قوموں کے مذہبوں کے غیر مساویانہ حقوق اور ان مذہبوں کی "حکماں" "روا" اور "ناروا" میں ہتک آمیز تقسیم بھی ختم ہو گئی ہے جسے مطلق العنان حکومت نے سرکاری درجہ دے رکھا تھا۔ اب وہ کٹھن دن ماضی کی بات ہیں جب روسی زار اسلام کے پیروں کو زبردستی مجبور کرنے تھے کہ وہ عیسائی مذہب قبول کر لیں، جب تقریباً ہر مسلمان بھوکا رہتا تھا اور کبھی کبھی تو اس کے گھر میں نوزائیدہ بچے کو لپیٹنے کے لئے کپڑے کا کوئی چپتھڑا بھی نہ ہوتا تھا۔

سوویت حکومت کے پہلے قوانین میں سے "روس کی قوموں کے حقوق" کا اعلان نامہ ہے۔ "جونو ۱۹۱۷ء میں منظور کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ہر مذہب کے ماننے والے کے حقوق بالکل مساوی کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مسلمان بچے درجے کا آدمی نہیں رہا جیسا کہ انقلاب سے قبل زار کے عمال اسے سمجھتے تھے۔

سوویت عوام کے عظیم قائد اور مسلمانوں کے سچے دوست ولادیمیر ایچ لینن کی زیر قیادت حکومت کے تمام قوانین میں دیندار لوگوں کے احترام کے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ "روس اور مشرق کے تمام مسلمان محنت کشوں کے نام پیغام" میں جو ۵۰ سال پہلے منظور کیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ آخر کار سوویت ملک کی تمام قوموں نے اپنی قومی زندگی آزادی سے اور کسی رکاوٹ کے بغیر تعمیر کرنے کا حق پالیا ہے۔

سوویت یونین میں دوسرے مذہبوں کی طرح اسلام بھی ریاست سے الگ ہے۔ آج کل سوویت یونین کا آئین ملک کے تمام باشندوں کو آزادی سے اپنے مذہب کی پیروی کی ضمانت دیتا ہے۔ ریاست مسلم اداروں کی سرگرمیوں میں



## صبح کی نماز سے لے

کوئی مداخلت نہیں کرتی اور ہر دیندار مسلمان کو، کسی پابندی کے بغیر، تمام شہری حقوق حاصل ہیں۔

مجھے ایک واقعہ یاد ہے جو ایک غیر ملکی مہمان کے ساتھ پیش آیا۔ برسوں سے یہ صاحب ہمارے ملک کے دشمنوں کی جھوٹی باتوں پر یقین کرتے تھے۔ تاجکستان میں ریاست کے اعلیٰ ادارے یعنی سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت کے عام انتخابات کے دن انہوں نے بیٹل بکس کے پاس سفید بالوں والے امام کو دیکھا۔

«کیوں؟» امام نے چونک کر کہا۔  
 «کیا آپ کے ملک میں مسلمانوں کو ووٹ دینے کا حق ہے؟»  
 «جی ہاں۔ ہم ووٹ دیتے ہیں۔» امام نے جواب دیا۔ «اللہ کا فضل  
 ہے کہ ہمارے ملک میں مسلمان اپنے جج اور صدر منتخب کر سکتے ہیں۔»  
 مجھے امید ہے کہ اس بات چریت کے بعد ہمارے محترم مہمان کی آنکھیں کھل گئی  
 ہوں گی۔ دوسرے مذہب کے مانتے والوں اور لائبرل لوگوں کی طرح سوویت یونین  
 میں مسلمانوں کو بھی نہ صرف ووٹ دینے کا بلکہ عوامی اقتدار کے سہ ادارے میں منتخب  
 ہونے کا حق بھی حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ ان اداروں میں یونین ریپبلکوں کی اعلیٰ سوویتیں



مفتی ضیاء الدین بابا خانوف سے وعظ دے رہے ہیں





سوویت یونین کے یورپ کے حصے اور ساہیویریا کے مسلمانوں کے ادارہ دینیہ کے سکریٹری  
مفتی شاکر خیال الدنیوف کو رپورٹ دے رہے ہیں۔

اور سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت بھی شامل ہے۔

**سوال :-** سوویت یونین کے مسلمان کون سے مذہبی رسوم ادا

کرتے ہیں اور کون سی مذہبی تقریبیں مناتے ہیں؟

**جواب :-** سوویت یونین میں مسلمان اپنے تمام ضروری مذہبی رسوم ادا

کرتے ہیں اور سب مقدس دن بھی مناتے ہیں۔

سب سے پہلے میں نماز کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ تمام مسلمانوں کو روزانہ پانچ

بار اللہ کی عبادت کی آزادی ہے۔ ہمارے یہاں ان شہروں اور دیہاتوں میں سینکڑوں

مسجیدیں کھلی ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ یہ مسجیدیں ہمیشہ صاف ستھری رہتی

ہیں اور ان کی عظمت اور تقدس کی اہمیت برقرار رکھی جاتی ہے۔

قمری سال کے ۹ ویں ماہ رمضان میں دنیا بھر میں اپنے مذہبی بھائیوں کی طرح سوویت یونین کے مسلمان بھی پورے مہینے روزہ رکھتے ہیں۔ رمضان کے دوران ہر شام مسلمان تراویح اور نماز کے لئے مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور خاموشی و تعظیم کے ساتھ حافظوں سے تلاوتِ قرآن سنتے ہیں۔

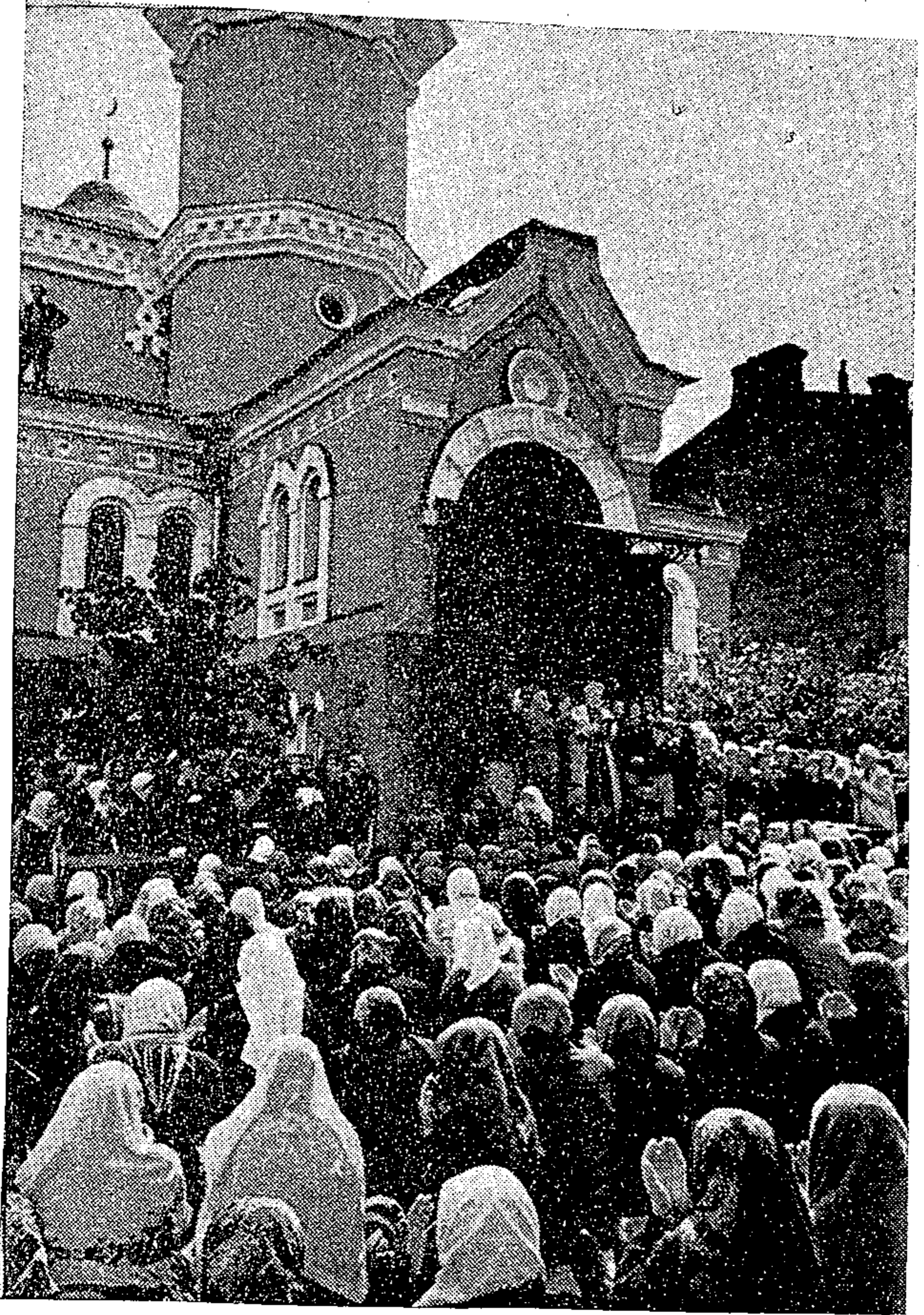
شبِ قدر کے موقع پر تمام مسجدوں میں روایات کے مطابق عبادت ہوتی ہے۔ حج کرنے کے لئے مکہ شریف جانا ہر مسلمان کے لئے ایک شاندار تقریب ہے۔ ہر سال سوویت یونین میں ان مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اس مقدس شہر کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ مکہ شریف اور اس کے مضافات میں ہمارے ملک کے زائرین خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کرۂ ارض کے تمام گوشوں سے آتے ہوئے ہم مذہبوں کے ساتھ مل کر وہ خدا کے حضور میں اپنی اپنی آرزوئیں پیش کرتے ہیں اور سب جو دہو کر دنیا میں امن اور سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں۔

احکامِ اسلام کے مطابق دولت مند مسلمان اپنی مذہبی جمیعتوں اور دینی اداروں کے لئے ذکوٰۃ دیتے ہیں۔

یومِ میلادِ البنی جو مسلم قمری سال کے تیسرے مہینے میں ۱۲ ویں ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ تمام مسجدوں میں بڑے پیمانے پر عبادت ہوتی ہے پھر دیندار لوگ علماء کو اپنے یہاں دعوت دیتے ہیں تاکہ وہ نبی کریم کی زندگی کے بارے میں سبق آموز واقعات بتائیں۔

عید الفطر اور عید الفضحیٰ سوویت مسلمان خاص کر بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ ان دنوں مسجدوں میں ہزاروں مسلمان جمع ہوتے ہیں۔

عید الفضحیٰ جسے عیدِ قربان بھی کہا جاتا ہے قمری سال کے ۱۲ ویں ماہ ذی الحجہ



ماسکو کے مسجد کے پاس عید الفتح کے دن

کے۔ اوپن دن منایا جاتا ہے۔ مسجد سے گھر لوٹ کر مسلمان بچپڑوں یا بکریوں کی قربانی کرتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی قبروں پر فاتحہ کے لئے جاتے ہیں۔

**سوال :-** سوویت یونین میں مسلمانوں کی کون سی مذہبی جماعتیں ہیں؟

**جواب :-** سوویت یونین کے مختلف علاقوں میں رہنے والے تمام مسلمان

مذہبی جمیعتوں میں متحد ہیں۔ بہت سی ایسی جمیعتیں ان علاقوں میں ہیں جہاں عام آبادی مسلمان ہے اور ان جمیعتوں کی مسجدوں میں آج کل کے مسلمانوں کے آبادی پیدا کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ نئی مذہبی جماعتیں بھی قائم کی جاتی ہیں۔ ۱۸ سال کے ۲۰ مسلمان ہمارے ملک کی کسی بھی بستی میں مذہبی جمیعت قائم کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ مقامی سوویت حکومت قانون کے مطابق نئی مذہبی جمیعت کو مسجد تعمیر کرنے کے مقصد کے لئے مفت اور بلا معاوضہ استعمال کے لئے زمین دیتی ہے۔

دیہی اور شہری مذہبی جمیعتوں کی رہنمائی امام خطیب کرتے ہیں۔ وہ مومنوں کو وعظ دیتے ہیں اور مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں۔ مسلمان انہیں مقامی مذہبی علمائیں سے چن سکتے ہیں یا دوسری جمیعتوں سے بلا سکتے ہیں۔

تمام امام خطیب مسلمانوں کے ادارہ دینیہ کے ماتحت ہیں۔ اب ایسے چار ادارہ دینیہ ہیں :

سوویت یونین کے یورپی حصے اور ساہیریا کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ،

شمالی قفقاز اور داغستان کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ،

مادراتے قفقاز کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ اور

وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ۔

یہ چاروں ادارے پوری خود مختاری اور مساوات رکھتے ہیں ان کے ممبر اور سربراہ

اپنے اعلیٰ عہدوں کے لئے مسلمانوں کے مذہبی علمائیں کی کانگریسوں یعنی "گردلتائیوں" میں منتخب کئے گئے ہیں۔



میں ہر ادارہ دینیہ کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔  
 سوویت یونین کے یورپی حصے اور ساہتیریا کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ بشکیریا  
 کے دارالحکومت اوقایہ ہے۔ اسلام کے پیروؤں کے اس مذہبی مرکز کی عمر ۱۵  
 سال سے زیادہ ہے۔

شمالی قفقاز اور داغستان کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ شہر بڑی ناکسک میں  
 یہ ۲۰ سال سے کچھ زیادہ ہوتے قائم کیا گیا ہے۔ الشریٰ مرضی پر عمل کرتے ہوئے داغستان  
 کے مشہور و محترم عالم دین حضرت گیبکیوف نے یہ ادارہ دینیہ قائم کرنے میں پہل کی۔ داغستان  
 شمالی اوسیتیا، کبردا، کراشودار اور استاوپول کے ضلعوں کے نمایاں مسلم  
 کارکنوں نے ان کی اپیل سے اتفاق کیا۔ دستور ساز کانگریس میں انہوں نے یہ  
 ادارہ دینیہ قائم کیا اور حضرت گیبکیوف کو متفقہ طور پر اس کا صدر منتخب کیا۔ حضرت

گیبکیوف کے انتقال کے بعد مومنوں نے اُن کا نام فراموش نہیں کیا، انکے جانشین اس ادارہ دینیہ کی قیادت کر رہے ہیں۔

جو مسلمان ماورائے قفقاز یعنی "آذربائیجان، آرمینیا اور جارجیا کی سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں میں رہتے ہیں، ان کا بھی اپنا روحانی مرکز ہے۔ ان کا ادارہ دینیہ دنیا کے ایک خوبصورت ترین شہر باکو میں واقع ہے۔ یہ ادارہ اس ریپبلک میں رہنے والے شیعہ اور سنی دونوں جمیعتوں کے مفادات کی حفاظت کرتا ہے۔

اور پھر آخر میں وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کا ادارہ دینیہ ہے وہ ان مسلم جمیعتوں کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرتا ہے جن میں پانچ سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں یعنی ازبکستان، ترکمانیہ، تاجکستان، قرغیزیا اور قزاقستان کے مسلمان متحد ہیں۔ اس ادارہ دینیہ کے قیام کی تاریخ اس بات کی روشن مثال ہے کہ سوویت



جمعیات

۱۵۴۶

یونین میں اسلام ریاست سے الگ ہے اور مذہبی جمیعتیں دینی عقائد کے مسائل حل کرنے میں مکمل طور پر خود مختار ہیں۔ بات یہ ہے کہ وسط ایشیا میں اسلام صدیوں سے مانا جاتا ہے۔ لیکن مومنین کے پاس کبھی اپنا متحدہ روحانی مرکز نہیں تھا۔ بعض امام مختلف طریقوں سے قرآن اور نبی کی حدیثوں کی تشریح کرتے تھے۔ اللہ انہیں معاف کرے! کیونکہ وہ کسی سے صلاح و مشورہ نہیں لے سکتے تھے اور کسی کی مدد بھی نہیں مانگ سکتے تھے۔

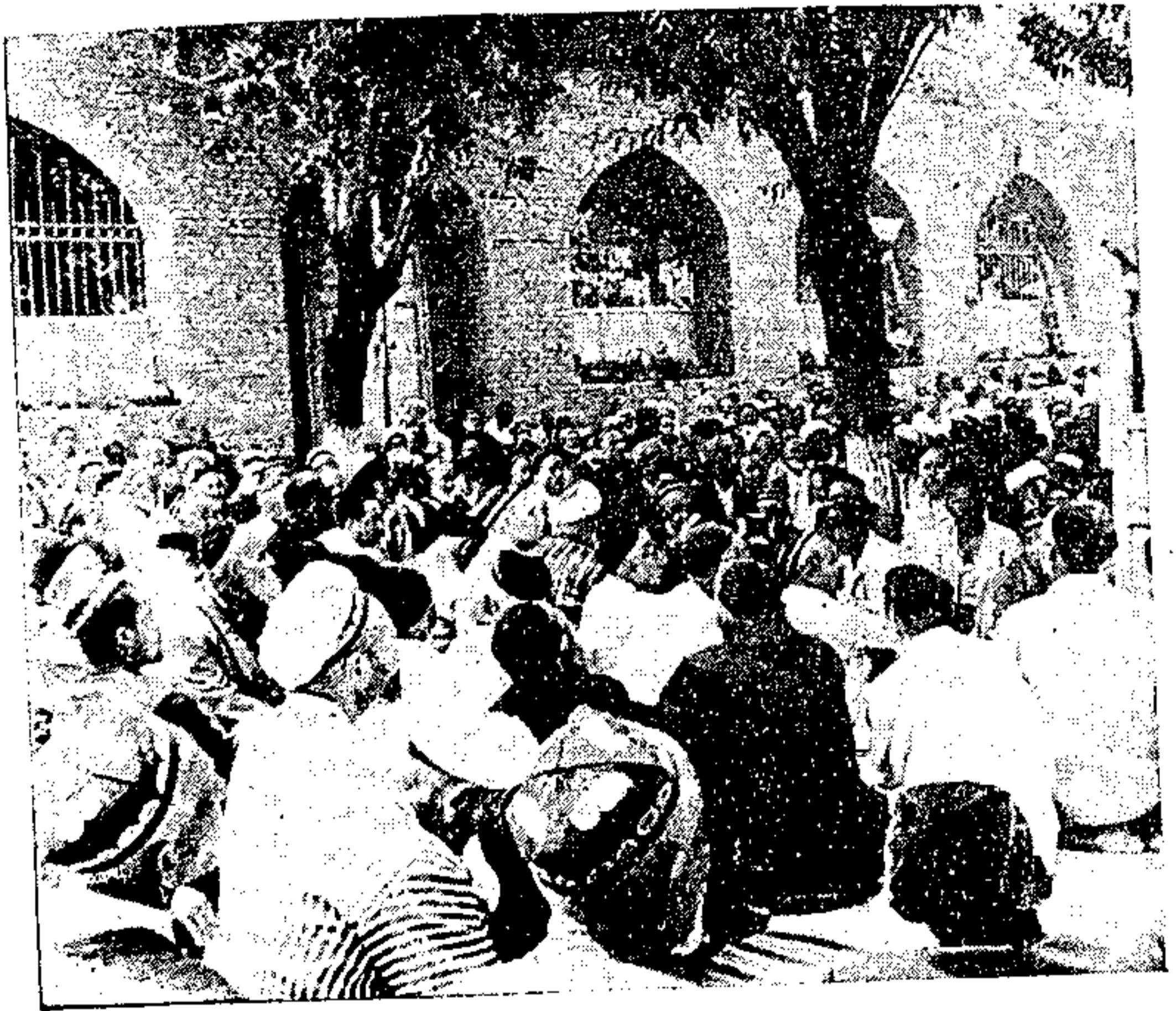
اللہ عظیم ہے اور اس کی مرضی کے مطابق وسط ایشیا کے ممتاز مذہبی علمائے مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۴۳ء میں "گروٹنامی" نے جس میں وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے نمائندے جمع تھے۔ ازبکستان کے دار الحکومت تاشقند میں مسلمانوں کا ادارہ دینیہ قائم کیا اور اپنی مرضی سے میرے باپ ابشان بابا خان عبدالمجید خان کو اس کا صدر بنایا۔



شہر المارتا کے مسجد کے امام (قزاق سوویت سوشلسٹ ریپبلک) دیندار لوگوں کو ایک مذہبی کتاب پڑھ کر سنا رہے ہیں جو حالے سے میرے وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارہ دینیہ نے شائع کیے

ان کے انتقال کے بعد وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کی تیسری کروٹائی نے ادارہ دینیہ کی رہنمائی کا فرض مجھ پر عائد کیا۔ اس وقت سے میں اللہ کے حکم کے مطابق حتی الامکان، وفاداری سے مسلمانوں کی خدمت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مسلمانوں کے ادارہ دینیات مستقل کارکن ادارے ہیں۔ وہ مختلف مذہبی مسائل حل کرتے ہیں، امام مقرر کرتے ہیں، انکی تصدیق کرتے ہیں اور انہیں برطرف کرتے ہیں۔ وہ مذہبی جمیعتوں اور مدرسوں کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرتے ہیں، مذہبی کتابیں شائع کرتے ہیں، خدا کی عبادت کے لئے مسجدیں تعمیر کرنے میں مدد کرتے ہیں، حج کرنے کے لئے مسلمانوں کو مکہ شریف جانے میں مدد دیتے ہیں اور دوسرے ملکوں میں اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ تعلقات قائم کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے ادارہ دینیات سوویت یونین کے مسلمانوں کے اعلیٰ مذہبی ادارے کے سامنے جواب دہ ہیں۔ یہ ہے مذہبی جمیعتوں کے نمائندوں کی کروٹائی



فرغین سوویتے سوشلسٹے ریپبلک کے دارالحکومت شہر فرورونزے کے ایک مسجد میں جمعہ کے نماز



جو وقتاً فوقتاً منتقد ہوتی ہے۔

**سوال :-** آپ نے مسلمانوں کی روحانی تعلیم گاہوں، مدرسوں کا ذکر کیا۔ محترم مفتی صاحب غالباً آپ نوجوان مسلمانوں کی مذہبی تربیت کے بارے میں بھی کچھ بتائیں گے؟

**جواب :-** بچوں کو اسلام کے بنیادی اصول سکھانے کی ابتدا عام طور پر گھر ہوتی ہے۔ جہاں ماں باپ اپنی صلاحیت کے مطابق اس ابتدائی مذہبی تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں۔ جب بچہ سرکاری ثانوی اسکول جانے لگتا ہے جو تمام سروسٹ بچوں کے لئے ضروری ہے اور جہاں مذہبی مضامین نہیں پڑھائے جاتے ہیں تو ماں باپ اس کے لئے خاص معلم رکھ سکتے ہیں۔ عام طور پر یہ امام یا مدرس ہوتے ہیں۔

کئی سال بعد جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسے مذہبی معلومات حاصل کرنے کا شوق ہے یا نہیں۔ وہ بچے جنہیں مزید مذہبی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہو مذہبی علماء کے شاگرد بن جاتے ہیں اور عام ثانوی اسکول سے فارغ ہونے کے بعد اپنے علماء یا مذہبی جمیعتوں کی سفارش سے مدرسے میں داخل ہوتے ہیں۔

یہ اتفاقی بات نہیں کہ ہم ثانوی اسکول کے سند یافتہ نوجوان کو ہی مدرسے میں لیتے ہیں۔ اس کی بدولت ہم مذہبی پڑھائی پر خاص توجہ دے سکتے ہیں۔ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلم مدرسوں کے رہنماؤں کو کبھی پہلے اپنے پروگراموں میں نبی کے وعظ اور شریعت کے قوانین پڑھانے، قرآن کی صحیح تلاوت و تفسیر، مذہبی نظریات کے موضوع پر لکھنے، عربی اور فارسی اور اسلام کی تاریخ اور جغرافیہ سکھانے پر اتنا وقت صرف کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا جتنا آج کل وہ کر سکتے ہیں۔

مثلاً وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارہ دینیہ کے تحت مشہور مدرسہ میر عرب الہی جو قدیم شہر بخارا میں واقع ہے۔ اس نام سے مشہور مسجدیں اور



فدریم شہر نجا را کے مدرسے «میر عرب» میں

مدرسے کئی سو سال پرانے ہیں۔ اس طرح طویل مدت میں وہ کئی بار اچڑے بھی کیونکہ ہماری سرزمین پر اسلام کے عروج اور زوال کے ادوار آتے رہے۔ بزرگ لوگوں کو وہ زمانہ یاد ہے جب مدرسہ ویران تھا لیکن اب الحمد للہ مدرسے میں نئی زندگی شروع ہو گئی ہے۔

مختلف سوویت ریپبلکوں سے نوجوان مسلمان «میر عرب» میں ۷ سال کے لئے پڑھنے آتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مذہبی جمیعتوں کے اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ امام خطیب، مدرسے کے مدرس یا مسلمانوں کے ادارہ دینیہ میں اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مجھے مختلف مسلم ملکوں کا دورہ کرنے کا موقع ملا اور ہر جگہ میں نے بڑی دلچسپی سے مدرسوں سے واقفیت حاصل کی۔ اللہ شاہد ہے کہ مدرسے «میر عرب» کو بہترین

روحانی اسکولوں میں نمایاں شانِ مقام حاصل ہے۔  
 میں یہ بھی اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ سوویت یونین کے مسلمان غیر ملکی علمائے اسلام  
 کے علم و دانش کا احترام کرتے ہیں اور اپنے مدرسوں کے سب سے قابل طالب علموں کو  
 ان سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے بخوشی بھیجتے ہیں۔  
 مثلاً قاہرہ کی یونیورسٹی "الازہر" میں عبدالغنی عبدالآلف اور یوسف خان شاکیر  
 نے اور مراکش میں کراؤدین کی مسلم یونیورسٹی میں اسرافیل ماوالانقولوف اور تراپ یونسوف  
 نے تعلیم پائی۔ اب وہ ادارہ دینی میں بڑے عہدوں پر ہیں۔ اس وقت "الازہر" یونیورسٹی  
 میں ہمارے دو طالب علم پڑھ رہے ہیں۔ دونوں "میر عرب" مدرسے سے فارغ ہو کر وہاں  
 گئے ہیں۔ یہ ہیں عثمان رحیم جانوف اور عبدالقہار غفاروف۔ ہمارے طالب علموں کو  
 لیبیا میں محمد بن سنوسی نامی مسلم یونیورسٹی اور پاکستان کی یونیورسٹیوں کی طرف سے بھی

### قدیم شہر بخارا کے مدرسہ میر عرب کے طالب علم



تعلیم حاصل کرنے کی دعوت ملی ہے۔

جب میں مدرسے سے فارغ ہونے والوں کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں کو سکون ہوتا ہے۔ ان میں تاجکستان میں وسط ایشیا کے مسلمانوں کے ادارہ دینیہ کے نمائندے عبداللہ جان قلوبوف، ماسکو کی جامع مسجد کے امام رضا بصیروف اور لبین گراد کی مسجد کے امام فیض الرحمن ستاروف شامل ہیں۔

مدرسے سے سب فارغ ہونے والے پر جوش صاحب ایمان ہیں۔ بہت سے مکہ شریف اور دوسرے مقدس مقامات کی زیارت کر چکے ہیں اور مسلمان ان کا احترام کرتے ہیں۔

**سوال:** اگر ضرورت پڑے تو سوویت ریاست اور مسلمانوں کی مذہبی تنظیموں میں باہمی رابطہ کس طرح ہوتا ہے؟

**جواب:** ایسے رابطے کی ضرورت ہر روز پیدا ہوتی ہے۔ سوویت یونین میں مسلمانوں کی تمام تنظیمیں اپنے ہی اخراجات سے قائم ہیں۔ یہ قوم دیندار لوگوں کے رضا کارانہ چندوں سے جمع ہوتی ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ ریاست کی طرف سے ہمارے معاملات میں غیر مداخلت کی ایک ضمانت ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں ہر مسلمان کے لئے مقدس جگہ مثلاً سعودی عرب کی کسی جگہ کی زیارت کرنے کے لئے محض رقم کا ہونا کافی نہیں۔ اس کے علاوہ باہر جانے کا پاسپورٹ اور ویزا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمارے نمائندے سوویت یونین کے سرکاری اداروں سے رجوع کرتے ہیں۔

میں ایک بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ لبین کی وصیت کے مطابق سوویت حکومت ہمارے تمام دینی مسائل کو بخوبی سمجھتی ہے۔

ریاست اور مذہبی اداروں میں تعلقات برقرار رکھنے کے لئے ماسکو میں مذہبی امور کی خاص کونسل ہے۔

ہم مسلمان مذہبی کارکن اس جدوجہد کے لئے اس کونسل کے خاص طور سے

بہت ممنون ہیں جو وہ آزادیِ مذہب کی معمولی سی معمولی خلاف ورزی پر جو شناذ و نادر ہی ہوتی ہے، کرتی ہے اس کے لئے قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔

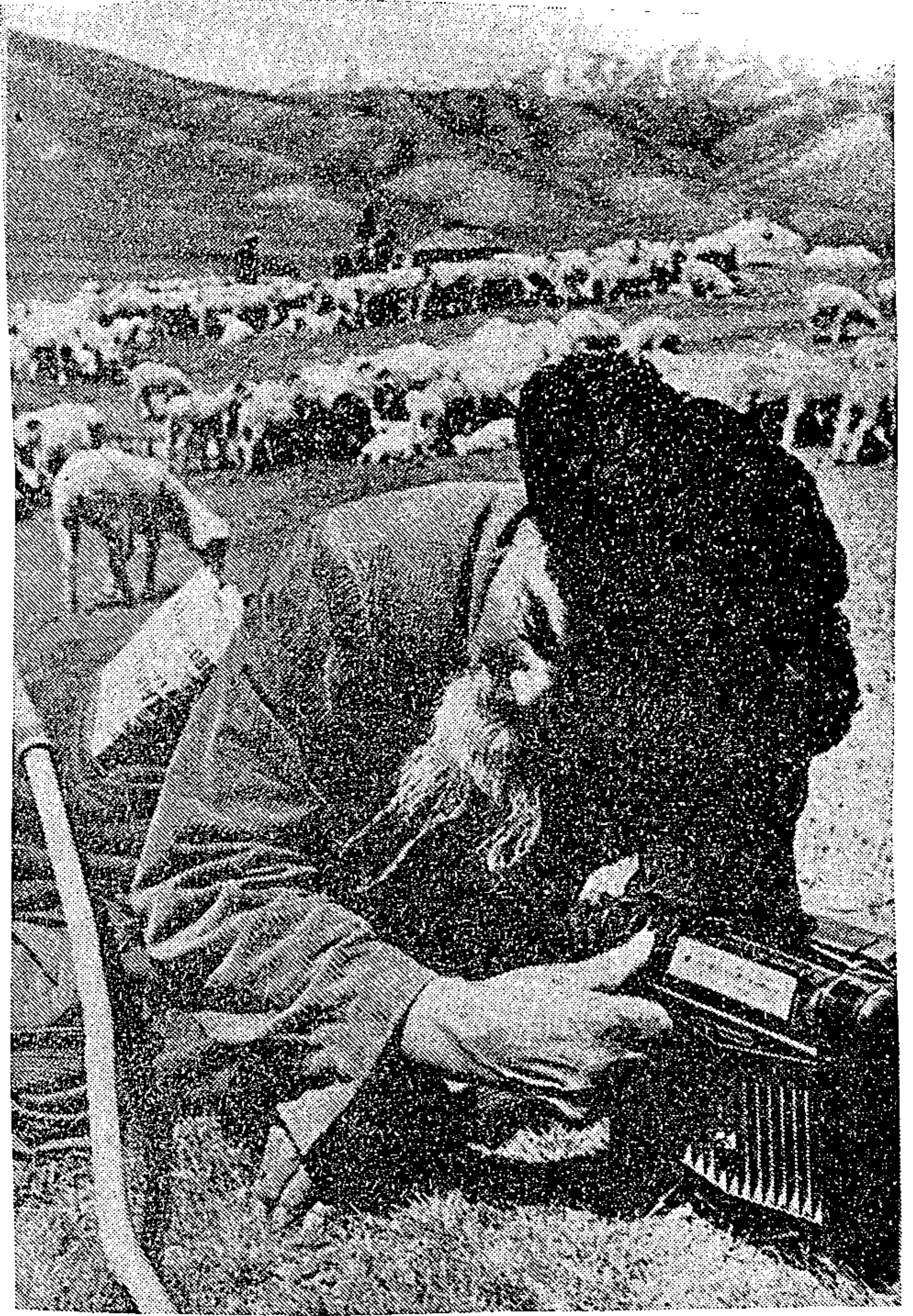
ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اس کونسل کے کارکن ہمارے ہم مذہب نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے سوویت یونین میں کروڑوں دیندار لوگوں کے آئینی حق یعنی آزادی سے مذہب ماننے کے حق کی حفاظت سے متعلق انکی روزانہ سرگرمیاں قابلِ تکرار و تعریف ہیں۔



سوویت یونین میں بلا استثناء تمام بچوں کے باقاعدہ طبی معائنے کیا جاتا ہے۔!



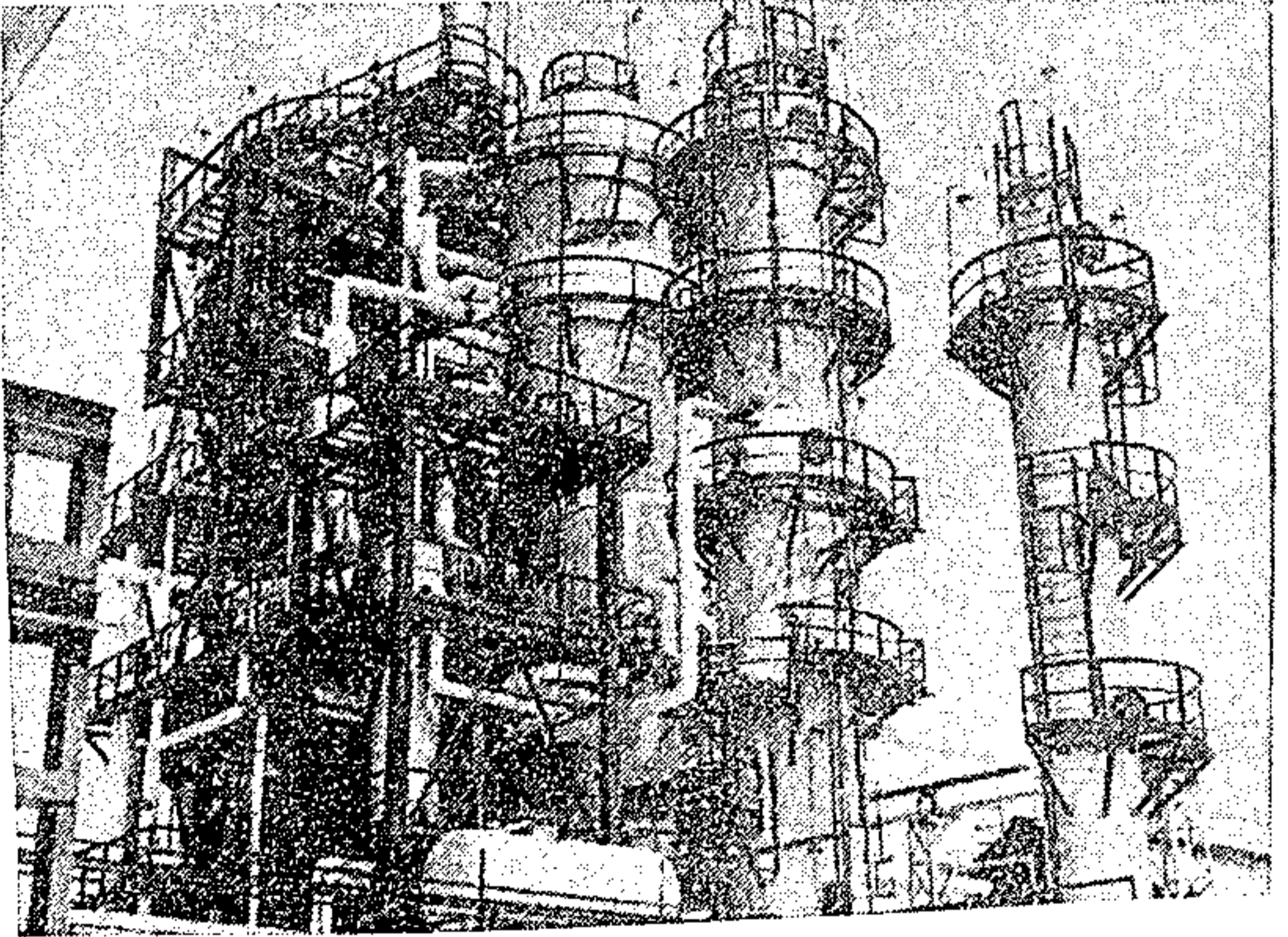
قدیم قومی فن کو زندہ رکھنے کے لئے مشہور ماہرین کی جگہ اب باصلاحیت نوجوان اس فن کے آبیاری کر رہے ہیں۔



سوویت ٹرانزسٹریڈیا بھر کے خبریے دور دلاز  
پہاڑی کے چراگا ہولے تک پہنچاتے ہیں۔!



سوئیٹے اقتدار کی بدولت آج وہ مہلک اور خوش حال زندگی بسر کر رہے ہیں!



بڑے بڑے کارخانے، کالین اور تیل کے چٹھے عوام کی ملکیت ہیں۔ ان سے حاصل کی ہوئی دولت عوام کا معیار زندگی بلند کرنے پر صرف کی جاتی ہے۔





## قاضی عبداللہ جان قلوبوف

”غیر ملکی حکمرانوں سے  
 تعلقات میں ہمارے لئے انتہائی  
 سرتے کا باعث ہوتے ہیں۔  
 ہم پختیار اسلام کے وصیتے  
 بخوشی سے پورے کرتے ہیں جو  
 لوگوں سے امن کے ایلے کرتے تھے“





وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارہ دینیہ  
کے ممبر قاضی عبداللہ جان قلوبوف کا خبر رساں  
ایکبسی "نووستی" کے نامہ نگار سے انٹرویو۔

**سوال :-** مختلف ملکوں میں کروڑوں لوگ اسلامی عقائد رکھتے ہیں۔  
محترم قاضی صاحب! کیا آپ سوویت یونین کے مسلمانوں اور ان کے غیر ملکی ہم  
مذہبوں کے تعلقات کے بارے میں بتائیں گے؟

**جواب :-** سوویت یونین کے مسلمان اپنے غیر ملکی ہم مذہبوں کے ساتھ  
ہمیشہ ہر قسم کے دوستانہ تعلقات برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

ہم مذہبوں کے ساتھ ہر ملاقات ہمارے لئے ایک جشن کی طرح ہوتی ہے۔  
پچھلے برسوں میں محترم علمائے دین پر مشتمل ہمارے وفدوں نے ہندوستان، عراق، لبنان،  
یپا، مالی، مراکش، متحدہ عرب جمہوریہ، سعودی عرب، سینی گال، شام، سوڈان،  
ٹونس، پاکستان، انڈونیشیا، فن لینڈ اور دوسرے ملکوں کا دورہ کیا۔ سوویت  
یونین کے مسلمانوں کے مختلف ادارہ دینیات کی دعوت پر محمد العربی عنابی کی



ٹیونس کے مسلمانوں کے وفد کے ممبروں نے قاہرے سوویت سوشلسٹ ریپبلک کا دورہ کیا۔ ریپبلک کے دارالحکومت دمشق انہوں نے اوکے تسینا نامی طبعی نشی ٹیوٹے کامعائنہ کیا اور خاتون پروفیسر کبریائی نے انہوں سے بات

چیتے کے

زیر قیادت ٹیونس کے مسلمانوں کا وفد، جمہوریہ لوگو کے مسلم کارکنوں کا وفد سید عمر تورا کی زیر قیادت جمہوریہ مالی کے مسلمانوں کا وفد عبدالحامد بیبانی کی زیر قیادت لیبیا کے مسلم کارکنوں کا وفد ہمارے ملک آیا۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا، عراق اور سینی گال کے مسلمانوں نے بھی سوویت یونین کا دورہ کیا۔ پاکستان کے مسلمانوں کے ساتھ ہماری بہت پر خلوص دوستی ہے۔ مشہور عالم دین مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت پاکستانی وفد کا دورہ خاص طور سے اس دوستی کی استواری میں مددگار ثابت ہوا۔ شام اور مراکش کے مسلم کارکنوں کے ساتھ ملاقاتیں بھی ہمارے لئے بہت دل خوش کن تھیں۔

یہ سب ملاقاتیں ہمیشہ کے لئے ہماری یادیں محفوظ رہیں گی۔



پاکستان کے علما کے وفد کے ہمراہ مسلمانوں سے باتیں کر رہے ہیں

ہر بار ہمارے مہانوں نے وسط ایشیا کی سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کے شہروں اور دیہاتوں کے طویل دورے کئے۔ انہوں نے مسجدیں، مشہور علماء اردین کی زندگی اور سرگرمیوں سے وابستہ مقامات اور تاریخی یادگاریں دیکھیں، ماسکو، لینین گراڈ اور ہمارے ملک کے دوسرے شہروں سے واقفیت حاصل کی۔ انہوں نے مزدوروں، کسانوں سائنس دانوں، ذہیروں اور مسلمانوں کی مذہبی جمیعتوں کے رہنماؤں سے ملاقات کر کے

گفتگو کی۔

تمام مسلمانوں کو سوویت یونین کے مسلمانوں کی زندگی اور معیشت، سیاست اور تمدن میں ان کے کارناموں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔

اکتوبر ۱۹۶۲ء میں تاشقند میں سوویت یونین کی مذہبی مسلم تنظیموں کے نمائندوں کی کانفرنس ہوئی جس میں کئی مسلم ملکوں کے وفد نے بھی حصہ لیا۔ اس کانفرنس میں سوویت یونین کے مسلمانوں اور ان کے غیر ملکی ہم مذہبوں کے تعلقات وسیع



لبنان کے مفتی اعظم حسنہ خالد اور مفتی ضیاء الدین بیابا خانوف رسول اکرم کے چچا زاد بھائی قسام ابن عباس کے مقبرے میں جو سمرقند میں ہے۔



ترکے کے قومی مجلس کے وفد کے ہمراہ قسطنطنیہ میں وسط ایشیا  
اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارے دینیہ ہیں

کرنے کے سوال پر غور و خوض کر کے فیصلہ کیا گیا کہ اس مقصد سے سوویت یونین کی مسلم  
تنظیموں کے بین الاقوامی تعلقات کا خاص محکمہ قائم کیا جائے۔ اس محکمے کے  
مدیر ہی کارکن سوویت مسلمانوں کے چاروں ادارے دینیہ کے نمائندے ہیں۔  
اب اس محکمے کی سرگرمیوں کے مفید اور کارآمد نتائج سامنے آرہے ہیں: صرف  
وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارے دینیہ نے ہی دنیا کے ۴۴ ملکوں کے  
مسلمان علماء کے نمائندوں اور سماجی کارکنوں سے دوستانہ تعلقات قائم کئے اگر ۱۹۴۵ء  
میں اس ادارے دینیہ کے غیر ملکی مہانوں کی تعداد ۲۱۸۱ تھی تو ۱۹۴۷ء میں ان  
کی تعداد ۶۰ ملکوں سے ڈھائی ہزار سے زیادہ ہو گئی۔  
سبیاں غیر ملکی مسلم کارکنوں کو سوویت یونین کے مسلمانوں کی کانفرنسوں اور  
کانگریسوں میں شرکت کے لئے ہمیشہ دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں۔ سوویت یونین کے

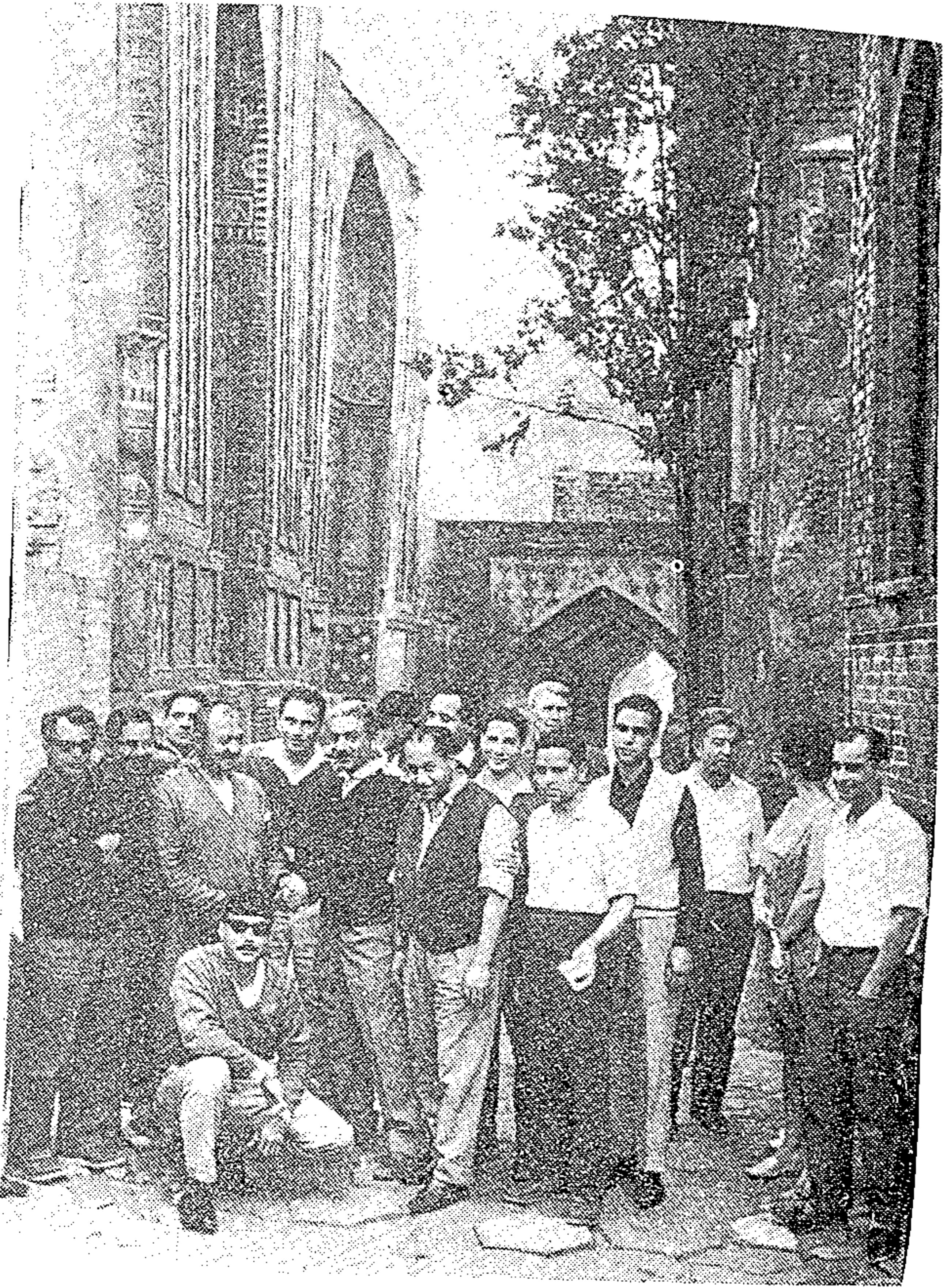
علماء دین کے نمائندے بھی ہر سال قاہرہ کی اسلامی تحقیقاتی اکیڈمی کی کانفرنس میں حصہ لیتے ہیں اور مکہ شریف کی زیارت کو جاتے ہیں۔ سوویت یونین کے مسلمانوں نے فروری ۱۹۶۷ء میں پاکستان میں حافظوں کی دوسری بین الاقوامی کانفرنس میں حصہ لیا۔ وہ اسلام کی مجوزہ بین الاقوامی کانفرنس میں بھی شرکت کریں گے جو قرآن مجید کی ۱۲۰۰ ویں سالگرہ کے سلسلے میں پاکستان کے شہر راولپنڈی میں منعقد ہوگی۔ یہ سب باتیں مختلف ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو متخیر کرتی ہیں۔

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سوویت یونین کی حکومت کی امن پسند پالیسی ہمارے غیر ملکی ہم مذہبوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اس کی



کراچی یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی وسطی الشیخ  
اور کمرہ اختتام کے مفتی ضیاء الدین بابا خالوف کے ساتھ۔





نوجوان امام عاشق زحوش وقتوف کے جو ۱۹۶۶ء میں مدرسہ  
 "پیر عرب" سے فارغ ہوئے سہر قند میں "شاه زند" کے قدیم دیوار کے پاس ہتھیار  
 عرب جہوریہ کے مہمانوں سے ملاقات

ایرولت مختلف ملکوں کے نمایاں کارکنوں کے ذاتی تعلقات میں خوشگوار دوست

پیدا ہوتی ہے۔ مسلم ممالک سے کثیر تعداد میں دفدوں کے ممبر جو حکومت اور مختلف سماجی تنظیموں کی دعوت پر سوویت یونین آتے ہیں مسلمانوں کی مذہبی جمیعتوں سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

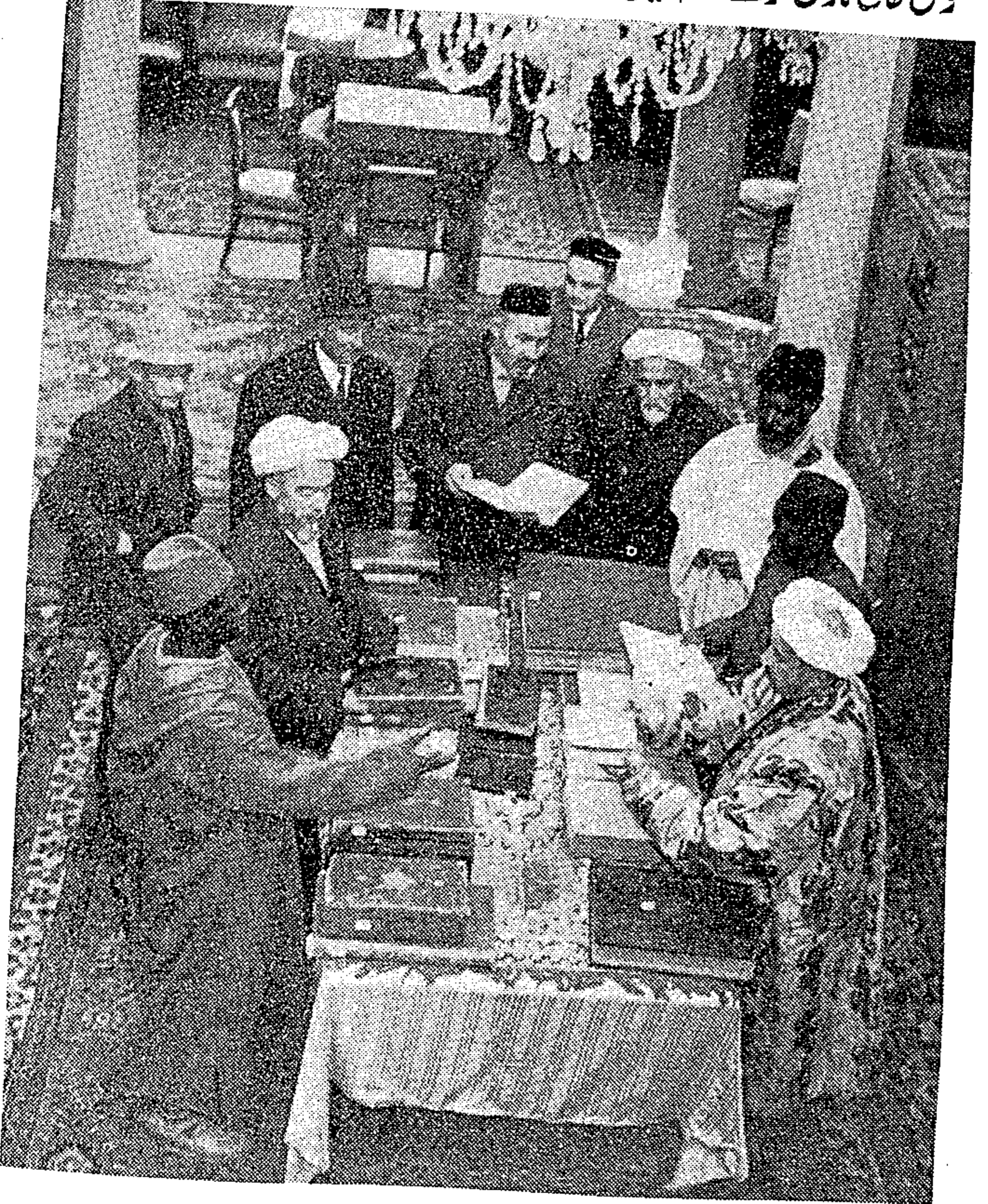
۱۹۶۷ء میں اگست سے اکتوبر تک پاکستان کا پارلیمانی وفد، پاکستان کی سائنس اکیڈمی کے صدر محمد صفی الدین صدیقی کی زیر قیادت سائنس دانوں کا ایک گروپ ٹیونس کے سرکاری کارکن، کئی مغربی ملکوں کے صحافی، ماسکو میں مقیم یورپ ایشیا اور افریقہ کے ۱۸ ملکوں کے سفیر حسین کرانا ساسمیتا کی زیر قیادت انڈیشیا کے سماجی کارکنوں کا وفد تاشقند میں مسلمانوں کے ادارہ دینیہ کے مہمان ہوتے۔

ہم مہمانوں کی آمد سے ہمیشہ بہت خوش ہوتے ہیں ان کے تمام سوالوں کے تفصیل سے جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دکھاتے ہیں کہ سوویت یونین کی تمام قوموں کی مدد سے ہماری قومی پیپلوں نے کتنی شاندار ترقی کی ہے۔ ہم اس بات سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے وہ ہم مذہب جو کبھی کبھار ہماری زندگی سے ٹھیک طور پر باخبر نہیں ہوتے اور بعض وقت سماجی پروپیگنڈا "سوویت یونین میں مذہبی پابندیوں" کے بارے میں فقے کہانیاں بنا کر انہیں بہکتا ہے۔ ان سب دھوکوں سے نکل کر اس کے قائل ہو جاتے ہیں کہ ہم سوویت مسلمانوں کو ان کے مذہبی رسوم ادا کرنے کی پوری آزادی دی گئی ہے اور اسلام ماننے کے لئے ہم پر کوئی جبر و تشدد نہیں کیا جاتا ہے۔

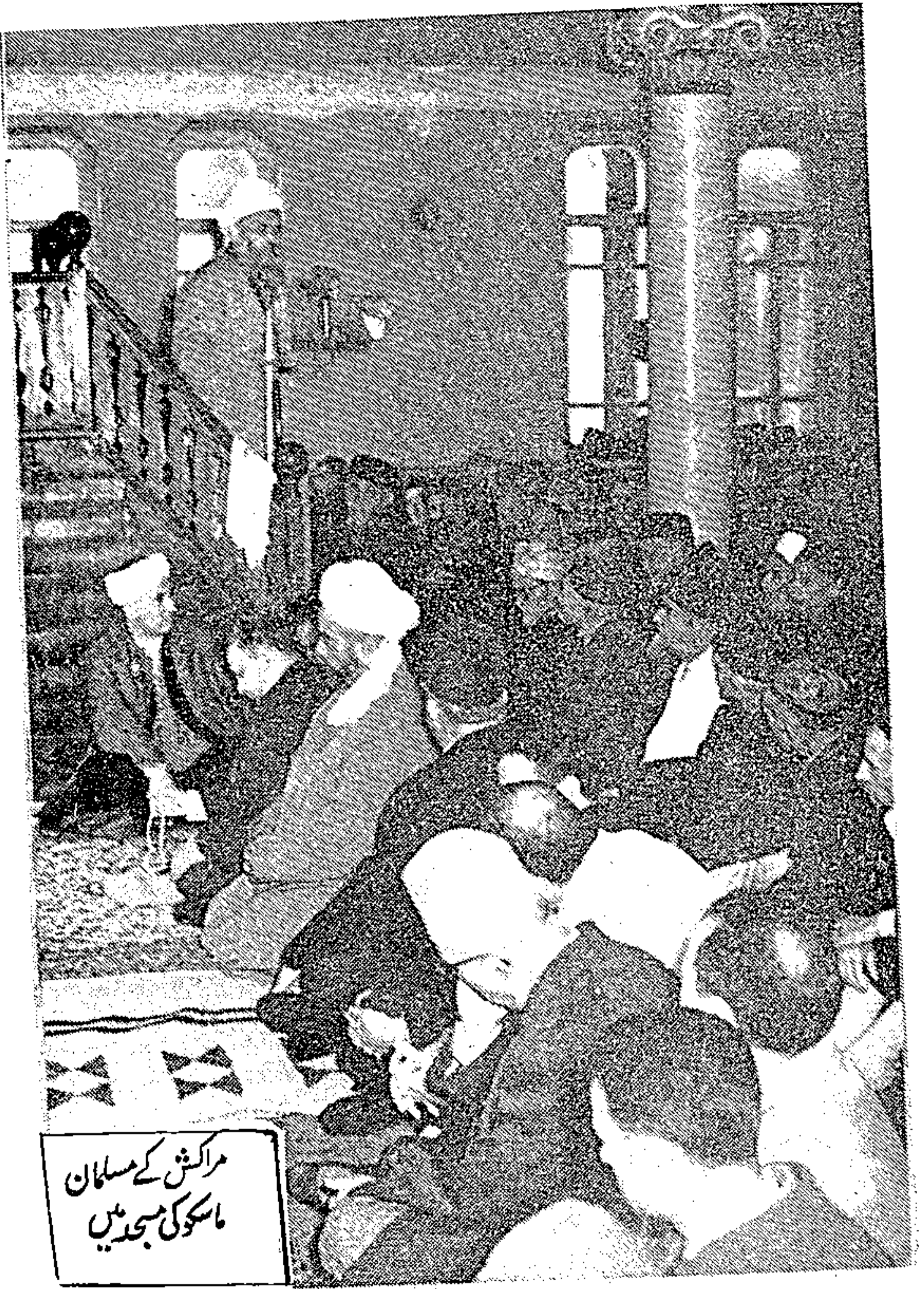
جناب حسین کرانا ساسمیتا نے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں تاشقند میں ادارہ دینیہ چھوڑنے وقت معزز مہمانوں کی کتاب میں یہ عبارت لکھی:

"السلام علیکم — ہم اس کے لئے اللہ کے شکر گزار ہیں کہ ہمیں مسجد اور

کتب خانہ دیکھنے اور جمعہ کی نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ کتب خانے میں ہم نے جو کتبائیں اور قرآن شریف دیکھے انہیں عظیم علمائے لکھا ہے۔۔۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر بھی اور ازبکستان کے مسلمانوں پر بھی خوشی اور خوش حالی نازل کرے۔ آمین۔“



ہاں کے مہمانانہ قدیم مذہبی کتابیں دیکھ رہے ہیں جو وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے ادارے دینیہ کے کتب خانے میں جمع ہیں۔

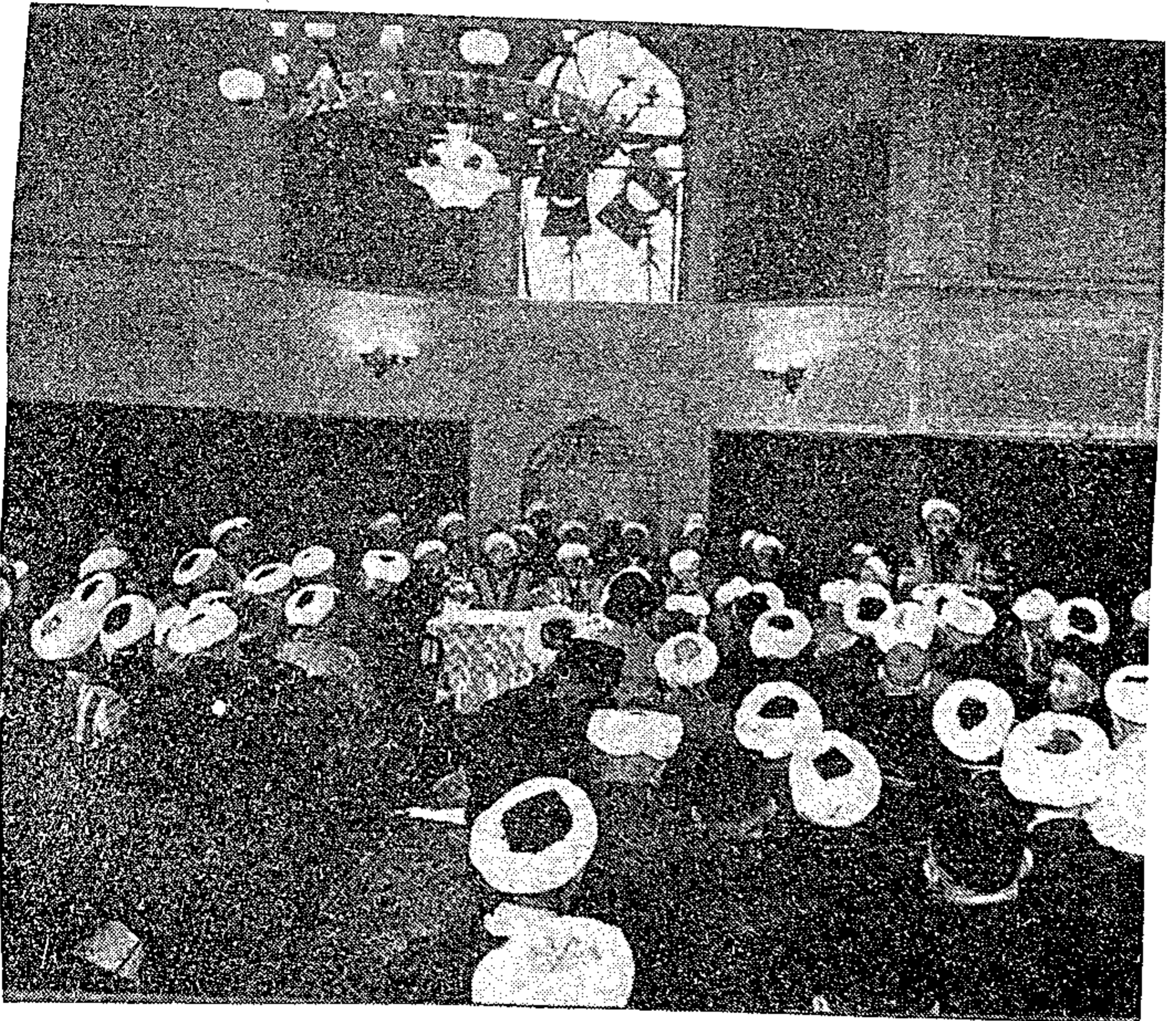


مراکش کے مسلمان  
ماسکو کی مسجد میں

لبنان کے مسلم کارکنوں کے وفد کی سوویت یونین سے واپسی کے بعد اخبار  
"الشعب" نے ۳ نومبر ۱۹۶۷ء کو لکھا... "ہم نے سوویت یونین میں مسلمانوں  
کی حقیقی حالت سے واقفیت حاصل کی جو اللہ کو مانتے ہیں اور انسان کی آزادی اور  
خوش حالی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں... سوویت یونین وہ ملک نہیں جو مذہبی

لوگوں پر جبروت شد کرتا ہے اور ان کے خلاف جدوجہد کر رہا ہے۔“  
 پیغمبر اسلام کی مزی پر عمل کرتے ہوئے سوویت یونین کے مسلم علما سمجھتے ہیں کہ  
 دیندار لوگوں کے دلوں میں قوموں کے درمیان بھائی چارے اور دوستی کا جذبہ استنوا  
 کرنا ان کا فرض اور مقدس فریضہ ہے۔ مذہبی کارکنوں اور علما کے وعظوں اور ہدایتوں  
 کا ایک بنیادی موضوع امن ہے۔

سوویت یونین میں مسلمانوں کی تمام مذہبی جمیعتیں امن کی جدوجہد میں سرگرم  
 حصہ لے رہی ہیں۔ مسلمانوں کے ادارہ دینیات کے رہنما امن کمیٹیوں کے بارسوخ  
 ممبر ہیں جو ہر سوویت ریپبلک میں ہیں۔  
 اکتوبر ۱۹۶۷ء کے آخر میں مفتی ضیاء الدین بابا خائف نے سوویت امن کمیٹی



وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں کے کروٹائیے کا اجلاس ہو رہا ہے

کے اجلاس میں شرکت کی جو عظیم اکتوبر انقلاب کی ۵۰ ویں سالگرہ کے موقع پر لیبن گراڈ میں منعقد ہوا۔ امن کمیٹی میں اپنے رفیقوں کے ساتھ جن میں دوسرے مذہب کے لوگ بھی ہیں انہوں نے اہم مسائل پر غور کر کے فیصلے کئے اور متعدد مہانوں سے ملاقاتیں کیں جو ایشیا اور افریقہ کے مسلم ملکوں سے آئے تھے۔

سوویت عوام امن کی حفاظت کے لئے وطن دوست مفتی صاحب کی پرچوش کارروائیوں کو بے حد عزت دیتے ہیں۔ جنوری ۱۹۶۸ء میں ان کی ۶۰ ویں سالگرہ کے سلسلے میں سوویت حکومت نے انہیں "زناک پاجتیا" (نشان اعزاز) تمغہ عطا کیا۔

سوویت یونین میں مذہبی علما، عالمی امن کونسل کے فیصلوں کی پرچوش حمایت کرتے ہیں جو عوام کی فلاح و بہبود کی فکر سے لبریز ہیں۔ دیندار لوگوں کو کونسل کی دستاویزوں اور نیک نیت لوگوں سے کونسل کی اپیلوں کا مطلب سمجھاتے ہیں اور اہل اسلام کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ امن اور خوشحالی کی جدوجہد میں سرگرمی سے حصہ لیں۔

تمام سوویت لوگوں کی طرح سوویت یونین کے مسلمان بھی سمجھتے ہیں کہ اپنے آباد و اجراد کی سرزمین پر نئی زندگی کی تعمیر اس مقدس جدوجہد کی بنیادی شکل ہے۔ وہ بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ وطن کی ترقی اور طاقت وہ مضبوط ڈھال ہے جس سے ٹکر کر تمام سازشیں تباہ ہو جاتی ہیں اور آئندہ بھی تباہ ہونگی۔ میں بھی مسلمان اور سوویت یونین کے شہری کی حیثیت سے اپنے وطن کے لکھو کھا ہم مذہبوں کے ساتھ اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ سوویت یونین کی طاقت میں ان لوگوں کی محنت کا حصہ ہے جو پیغمبر اسلام کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

**سوال :-** انڈونیشیا، لبنان، مالی، مراکش، شام، سوڈان، متحدہ

عرب جمہوریہ اور الجزائر جیسے مسلم ممالک ان میں شامل ہیں جنہوں نے دوسری عالمی جنگ کے بعد سیاسی خود مختاری حاصل کی۔ سوویت یونین کے مسلمان ان ملکوں سے



شام کے مہمان مفتوحہ بابا خان نوزی کے ساتھ ہاسکوف میں کراہنے

کے محلوں کے سپر کر رہے ہیں

اور ان کو درپیش مسائل سے کیا تعلق رکھتے ہیں؟

**جواب :-** ہم ان تمام خود مختار ریاستوں کو مبارکباد دیتے ہیں، ان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اقتصادی خوش حالی اور تمدنی ترقی کے میدان میں انکی شاندار کامیابیوں کی تمنا کرتے ہیں۔ ہم مسلمان ان ممالک کی فتوحات سے خوش ہوتے ہیں جن کے عوام اسلام کے پیرو ہیں۔

ایک زمانے میں ہم ان ملکوں میں اپنے ذہنی بھائیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے نوآبادکار ملک نہیں چاہتے تھے کہ ان کے نوآبادیاتی ملکوں میں دیندار لوگ عوام کے اقتدار ان کی شاندار کامیابیوں اور زیادہ شاندار خواہوں کے بارے میں ہم سے سچی باتیں سنیں۔ سامراجی سوویت یونین پر ہمت لگاتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ وہ پر امن باتیں نہ سنی جاسکیں جو ہمیشہ ہمارا ملک کرتا رہا ہے۔

لیکن برائی کی فتح دائمی نہیں ہوتی۔ ہم آج خوشی سے دیکھتے ہیں کہ غیر ملکوں میں ہمارے لکھو کھا ہم مذہبوں نے اپنی اپنی سر زمین سے خود غرض ستم گروں کو باہر نکال دیا ہے اب اپنے دلوں میں حسین ترین پھول کھلا رہے ہیں۔ یہ ہے قوموں میں اعتماد اور دوستی کا پھول۔

جب ہم نوآزاد ملکوں کی قوموں کے فیصلہ کن اقدامات کے بارے میں خبریں سنتے ہیں جو سامراجیوں کے خلاف مجاہدین کی صفوں میں کھڑی ہیں تو سوویت یونین کے دیندار مسلمانوں کے دل فخر سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ سال بسال ان قوموں کی آوازیں زیادہ بلند ہوتی جاتی ہیں، وہ عالمی پالیسی پر زیادہ اثر ڈال رہی ہیں اور اس طرح نوآبادیاتی غلامی کے نظام کی مکمل تباہی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ جہاں تک نوآزاد ملکوں کے مسلمانوں کے ساتھ سوویت یونین کے مسلمانوں



تعلقات کا سوال ہے ہم ان سے برادرانہ دوستی کرنا چاہتے ہیں اور مشکل مسائل حل کرنے میں مدد دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سامراجی اپنی نوآبادیوں کی معیشت کو ترقی دینے میں دلچسپی نہیں لیتے تھے جیسا کہ معلوم ہے ان کے تسلط کے دور میں نوآبادیاں قابض ملکوں کی صنعت کے لئے سستے کچے مال کے سرچنے کا رول ادا کرتی تھیں۔



دور دراز ٹوگو کے مسلمان نئے کپڑے دیکھ رہے ہیں جو سوویت وسط ایشیا کے  
ریپبلکوں کے کارخانوں میں تیار ہوتے ہیں

لیکن اب قومی آزادی کی تحریکوں نے فتح پائی ہے اور نوآزاد ملک اپنی  
قومی صنعت قائم کرنے کے لئے تمام اندرونی وسائل استعمال کر رہے ہیں۔  
ہم انکی فکریں اچھی طرح سمجھتے ہیں کیونکہ آدھی صدی قبل ہم خود بھی غریب  
تھے اور اللہ سے دعا کرتے وقت دیندار لوگ اس سے مٹھی بھر چاول مانگتے تھے



ہندوستان کے مسام کارکن مفتی ضیاء الدین بابا خان وقفہ کے مہمان ہوئے

اب سرسبز کھیتوں، نئے شہروں، کارخانوں اور اسکولوں کو دیکھ کر ہماری آنکھیں خوشی سے پھر جاتی ہیں۔۔۔ ۵۰ سال قبل وسط ایشیا کی قوموں کے پاس اپنی صنعت نہ تھی لیکن اب اپنے غیر ملکی دوستوں کی مدد کے لئے ہم بہترین مشینیں بھیجتے ہیں جو تاشقند، دو شنبہ، آلماتا، عشق آباد اور فرورے میں بنائی جاتی ہیں۔

میں یہ کہتا ضروری سمجھتا ہوں کہ غیر ملکی مسلمانوں کو بھیجی جانے والی مشینیں سوویت مسلمانوں کے ساتھ دوسرے مذاہب کو ماننے والے اور غیر مذہبی لوگ بھی بناتے ہیں۔ سوویت ریاست جس میں مختلف نسلیں، اقوام اور مذاہب کو ماننے والے متحد ہیں۔

لہذا خیر اسلامی ملکوں کو قرضے دیتی ہے۔ ہمارے خیال میں اس طرح پینیر اسلام کی ہدایت پوری کی جاتی ہے جو تمام لوگوں سے دوستی اور باہمی امداد کی اپیل کرتی ہے۔

سوویت یونین کے مسلمان سامراجیوں کی ڈبیل کوششیں اچھی طرح سمجھتے ہیں جو مذہب، مذہبی کارکنوں اور مذہبی تنظیم کو امن، جمہوریت اور قومی تحریک آزادی کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

۲۸ جون سے ۱۲ جولائی ۱۹۶۷ء تک قاہرہ میں ایشیائی اور افریقی ملکوں کی یکجہتی کمیٹی کا جو غیر معمولی اجلاس ہوا اس میں سوویت وفد کے ممبر کی حیثیت سے ضیا الدین بابا خانوف نے بھی حصہ لیا۔ جمعہ کی نماز میں مفتی نے دس ہزار سے زائد لوگوں کے سامنے اعلان کیا کہ سوویت یونین کے مسلمان عرب ملکوں کی پوری حمایت اور اسرائیل کی جارحیت اور اس کی پشت پناہی کرنے والی سامراجی طاقتوں کی مذمت کرتے ہیں۔

اس سال نومبر میں سوویت امن کمیٹی کے وفد کے ممبر کی حیثیت سے قاضی اسماعیل مخدوم سائیف نے شام، اردن، سوڈان اور متحدہ عرب جمہوریہ کا دورہ کیا۔ انہوں نے وہاں اپنے ہم مذہبوں کو بتایا کہ کھٹن وقت میں سوویت یونین کے مسلمان ان سے ہمدردی رکھتے ہیں اور انکی ہر طرح حمایت کرتے ہیں۔

الحمد للہ۔ آج ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے ملکوں میں اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ سوویت یونین کے مسلمانوں کے تعلقات قوموں کے درمیان باہمی مفاہمت اور دوستی استوار کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔





فاضی

اسماعیل

مخدوم سائیف

”میرے زبانے اللہ کا شکر  
ادا کرنے سے نہیں تھکتی  
قدیمی یادگاروں کے  
حفاظت کے جارہے ہے اور  
مرمت کے جارہے ہے اور  
مذہبی کتابیں برابر شائع  
کے جاتے ہیں“

○

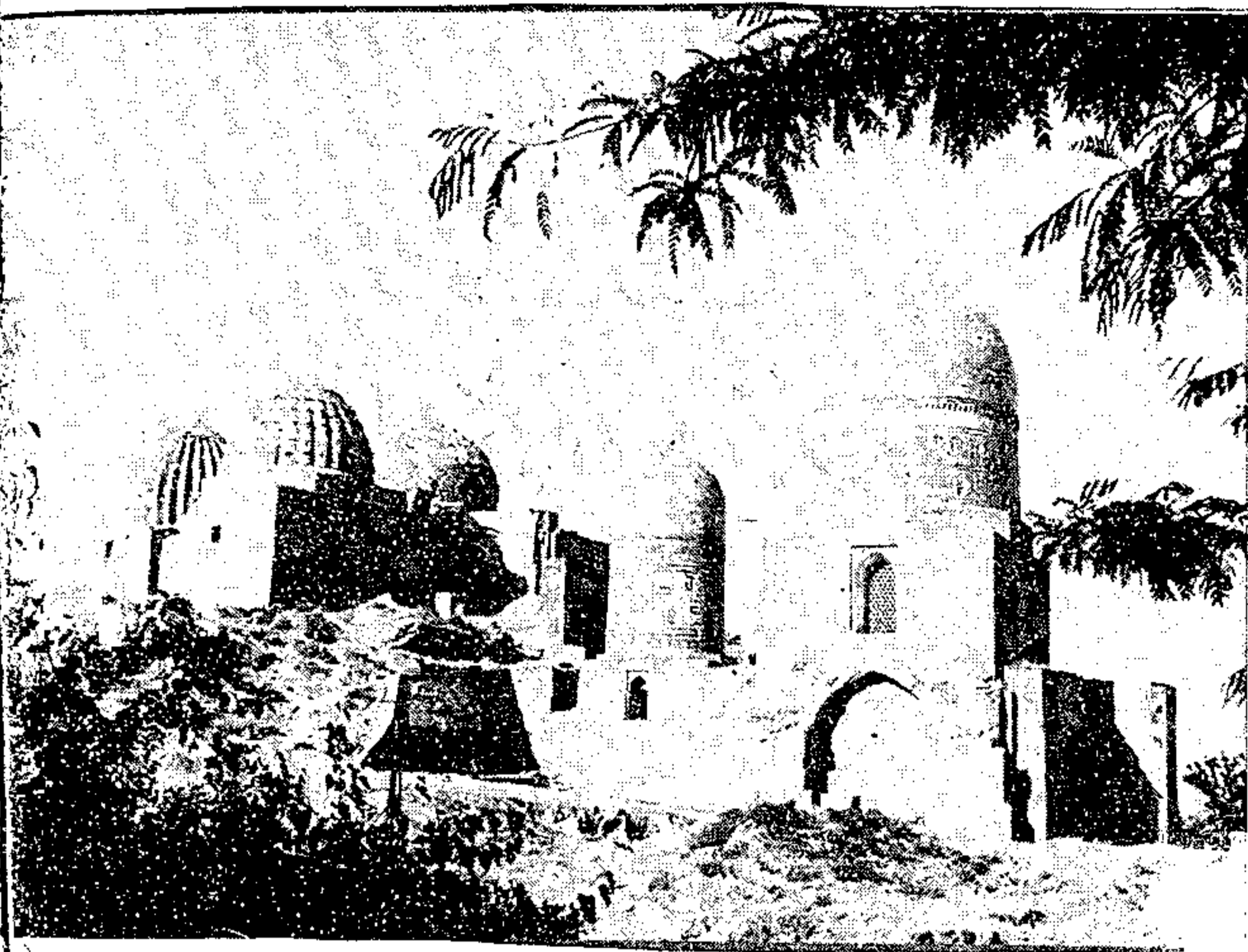


# سارا سوویت ملک اسلام کی تاریخی یادگاروں کی حفاظت کرتا ہے

قاضی اسماعیل محمد سوم ساقیہ نے خابرو سہاں  
ایجنسی ”نووستی“ کے ذمہ نگار کو مسلمانوں کی  
مقدس یادگاروں کے بارے میں بتایا

**سوال :-** محترم قاضی صاحب، کیا آپ مسلم ثقافت کی قدیم  
یادگاروں کے بارے میں بتا سکتے ہیں جو آج تک سوویت یونین میں محفوظ ہیں  
**جواب :-** وسط ایشیا کی سوویت ریپبلکوں میں جن کی قومیں  
صدیوں سے مذہبِ اسلام کو مانتی آتی ہیں۔ متعدد مسجدیں، مدرسے اور  
نمایاں مسلم پیشواؤں کے پورے شہر ایسے ہیں جن کی ہر عمارت لوحِ سنگ پر  
کنہ نظم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

یہ تمام یادگاریں ہر مسلمان کے لئے بیش قیمت ہیں کیونکہ ان میں ہمارے  
آباد اجداد کی بہت سی نسلوں کی محنت، فن اور تخلیق سے پیار پنہاں ہے۔ ان  
کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے اسی لئے نامہ نگار صاحب میں چاہتا ہوں کہ  
آپ وہ تصویریں دیکھیں جن میں یہ یادگاریں اپنی بے نظیر خوبصورتی کے ساتھ نظر



«شاة زندا» نام کے مقبرے اپنی نزاکت و لطافت اور شکلوں کے رنگارنگ  
 کے وجہ سے مشہور ہیں۔ یہ مقبرے افراسیاب نامی سطح مرتفع کے جنوبی  
 ڈھلانے پر واقع ہیں۔ جہاں کسی زمانے میں قدیم سہر قند کے عمارتیں  
 تھیں۔ وسط ایشیا کے مسلمانوں کے لئے یہ سب سے مقدس جگہ کیونکہ ایک روایت  
 کے مطابق یہیں ۶۷۷ء میں پیغمبر اسلام کے چچا زاد بھائی قسام ابن عباس کے قبر  
 ہے جو شاة زندا کہلاتے تھے۔ اسی لئے یہ تمام مقبرے اس نام سے مشہور ہیں۔  
 زیادہ تر مقبرے امیر تیمور لنگ کے بیویوں، بیٹیوں، ان کے قریبی رشتہ  
 داروں اور ممتاز اصرار اور عبادت گاہوں کے ہیں۔ تمام مقبروں پر شاندار  
 مرصع کاری ہے۔ قسام ابن عباس کا مقبرہ وسط ایشیا کے مسلمانوں کے  
 قریب زیارت گاہ ہے اس کے بڑے امتیاط سے حفاظت اور مرمت کی جاتی ہے۔



آتی ہیں۔

وہ ہر ایک کو بتاتی ہیں کہ اب اسلامی یادگاروں کا ثبوت ثانی ہے۔ انسان، ہوا، بارش اور زمین کے اثرات کے خلاف جدوجہد کر رہا ہے اور آج کھنڈرات سے دیواریں، مسجیدیں اور گنبد اٹھرتے ہیں۔

معتقدین اسلام کے ساتھ سوویت یونین کی مختلف ریپبلکوں، ماسکو اور لینن گراؤ کے رہنے والے انہیں بحال کر رہے ہیں۔ سائنس دان دھات اور مٹی کی بنی ہوئی چیزوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کی مدد سے جو محفوظ رکھا گیا ہے قدیم کوڑہ بحال کر دیتے ہیں۔ ہماری عوامی حکومت اس کام پر پیسے خرچ کرنے میں ذرا بھی تکلف نہیں کرتی۔

ایک بار حکومت کے ایک نمائندے نے مجھ سے کہا عوامی ہنر کی شاندار تخلیقات، قدیم یادگاروں کو ہم بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مشترکہ کوششوں سے ہم رفتہ رفتہ وہ تمام چیزیں بحال کر لیں گے جو تاریخ اور فن کے لحاظ سے قیمتی ہیں۔

میں اللہ کا ہمیشہ شکر ادا کرتا ہوں کیا پہلے ایسا ممکن تھا؟

**سوال:** سب لوگ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے دینی اداروں

اور مسجدوں میں قیمتی مذہبی کتابوں سے بھرے کتب خانے ہیں لیکن کیا ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے؟

**جواب:** میرے خیال میں غالباً اب کوئی مسلمان نہیں ہے جس

نے ہمارے کتب خانے دیکھنے کے بعد انکی تعریف نہ کی ہو کتب خانے واقعی بہت

قیمتی ہیں۔ مثلاً صرف تاشقند کے ادارہ دینیہ میں ۲۵ ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں۔

ان میں تیمور اور تیموری دور کے طلائی جلدوں والے قرآن مجید اور بہت سے

نادر قلمی نسخے ہیں جو ایک ہزار سال سے زیادہ پرانے ہیں گننام ماہرین نے سرورق سے لے کر آخری آیت تک قرآن مجید کا ہر حرف بڑی خوبصورتی سے لکھا اور ہر ورق کو انتہائی باریک کام سے آراستہ کیا۔ یہ کٹاپیں ہماری بیش قیمت یادگاریں ہیں۔  
 میں یہ کہتا چاہتا ہوں کہ ازبیکستان کے تازخ کے سرکاری میوزیم میں خاص فولادی سیف ہے جس میں مستقل یعنی اور درجہ حرارت برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی بہت ہی مقدس یادگار یعنی خلیفہ عثمان غنی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کا نسخہ موجود ہے۔ اس کی نقل تاشقند میں ہمارے ادارہ دینیہ کے



تاشقند میں مسلم مذہبی بورڈ کا کتب خانہ

کتب خانے میں بھی ہے۔ ہمارے غیر ملکی ہم مذہبوں کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ دینیہ نے حکومت کی مدد سے قرآن مجید کی ۱۴۰ ویں سالگرہ کے موقع پر خلیفہ عثمان عتی کے قرآن کے بارے میں ایک چھوٹی سی نشری کتاب شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کتاب لکھنے کا کام مجھے سپرد کیا گیا ہے۔

میرے لئے یہ بڑی عزت اور اعتماد کا باعث ہے۔

ظاہر ہے کہ قدیم کتب خانوں کے علاوہ کتب خانوں میں ایسے قرآن ہیں جو مختلف ادوار اور مختلف ملکوں میں شائع کئے گئے ہیں اور نمایاں ماہرین

مذہب کی تخلیقات اور دوسری مذہبی اسلامی کتابیں بھی ہیں۔

لیکن بنیادی طور پر مذہبی کتابیں کتب خانوں میں نہیں بلکہ قرآن تفسیریں

اور دوسری مذہبی کتابیں ہر مسلمان خاندان میں ملیں گی۔ اسلام کے ماننے والے

خوشی و غم میں یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ ادارہ دینیات مذہبی کتابیں شائع

کراتے ہیں تاکہ ہر مسلمان مقدس کتابیں خرید سکے۔ مثلاً اپ مشہور مفکر اسلام

اسماعیل بخاری کی چھ کتابوں میں سے ایک یعنی "الادب المفرد" شائع ہونے

والی ہے۔ یہ سب کتابیں تاشقند کے مسلمانوں کے ادارہ دینیہ کے

کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

بچھلے برسوں میں تاشقند، کازان، اودا اور بوتی ناکسک میں عربی ازبیک

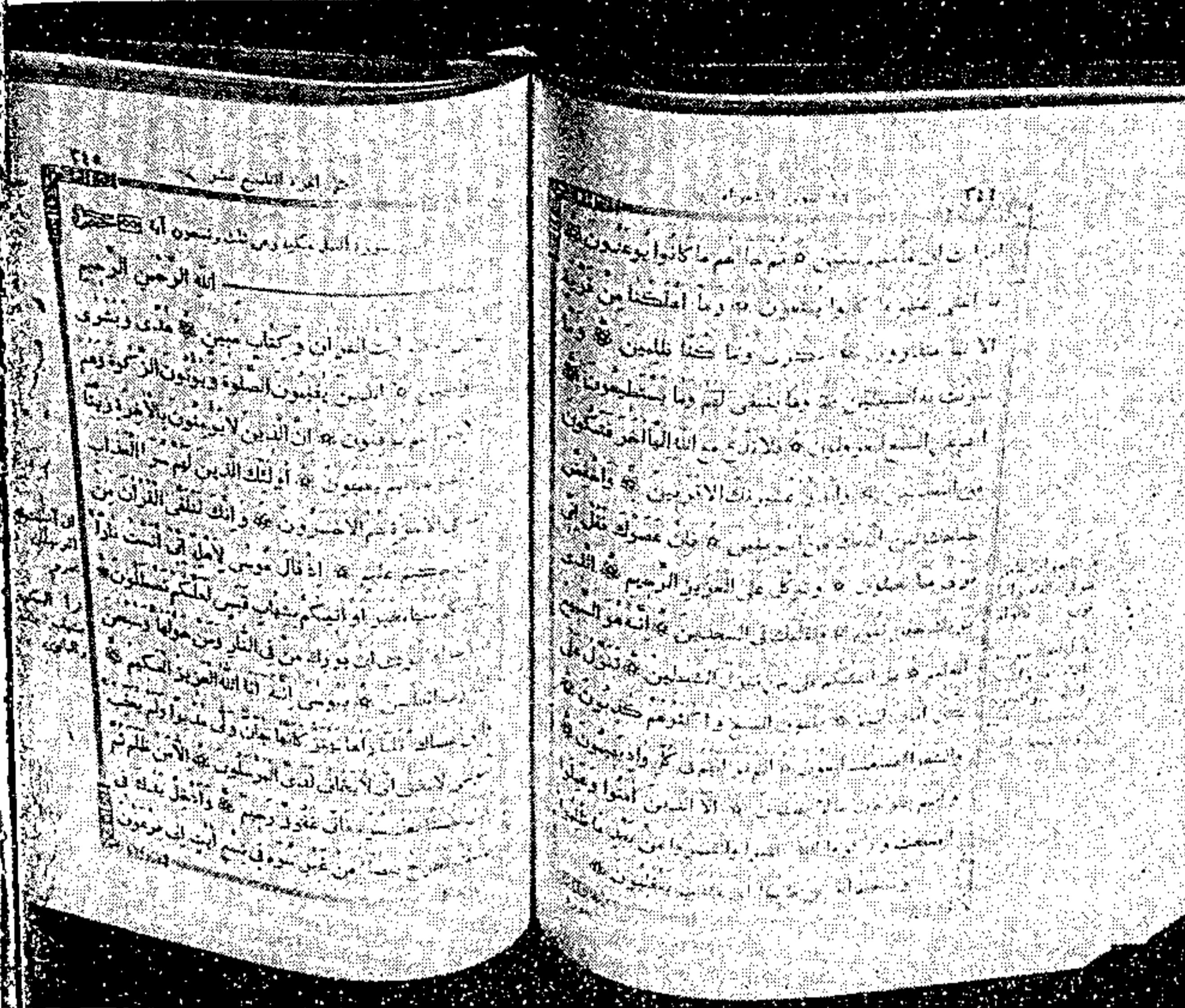
بشکیر اور دوسری زبانوں میں کئی بار قرآن اور دوسری مذہبی کتابیں چھاپی گئیں

۱۹۶۸ء میں بھی قرآن بڑی تعداد میں شائع ہوگا۔

مسلم کیلیبیڈر، شریعت سے متعلق مضمونوں کی ہدایات اور مذہبی کارکنوں اور

مسلمانوں کے لئے مختلف مذہبی مسائل پر توضیح باقاعدہ چھاپی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جدید دور کے علما کی تصانیف بھی شائع کی جاتی ہیں۔ مثلاً



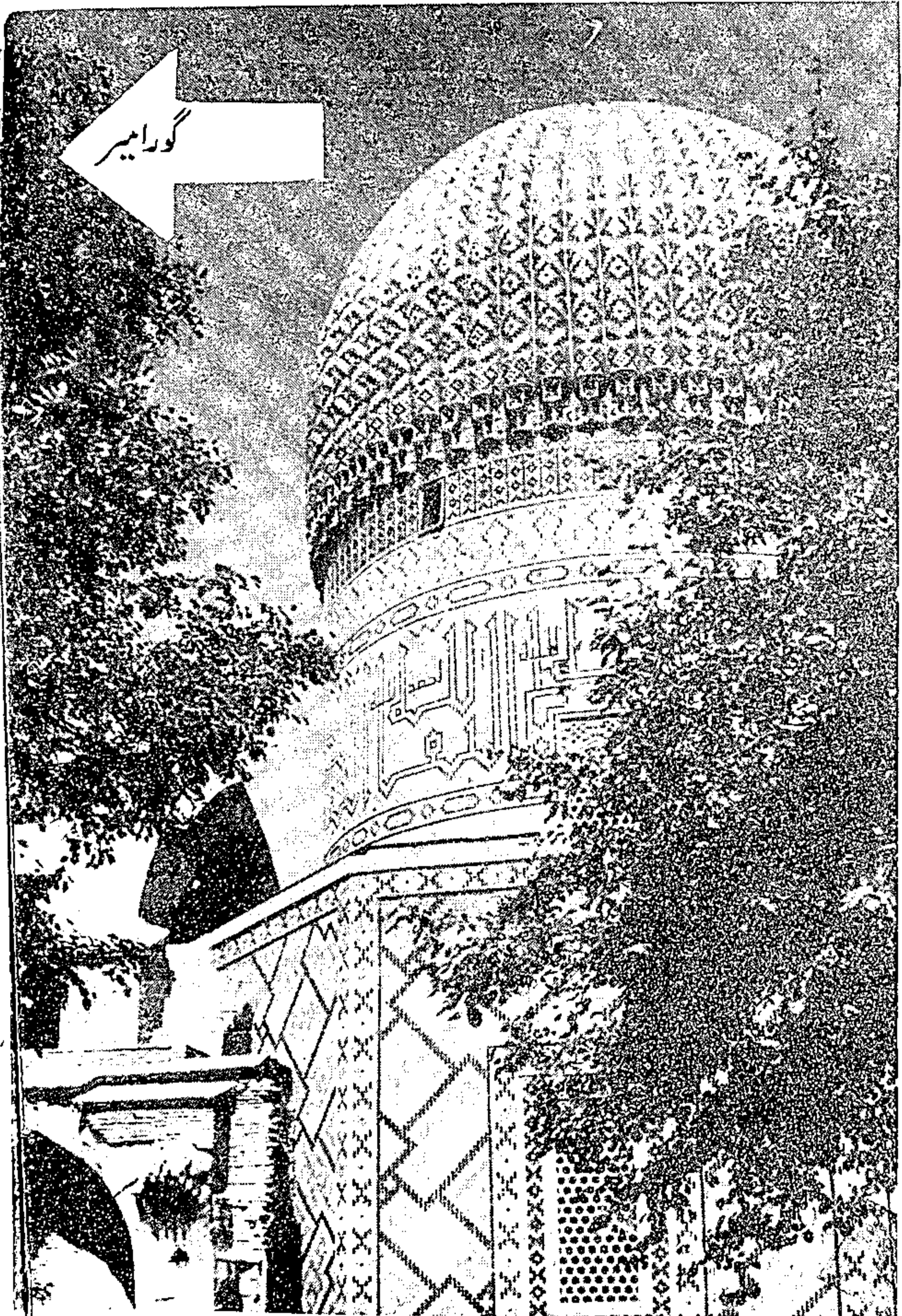
ناشقدین چھپے ہوئے قرآن شریف کا جدید ترین ایڈیشن

داغستان کی قومی زبانوں میں مفتی محمد حاجی قربانوف کی کتاب پیری مریدی کے بارے میں شائع ہوئی ہے۔ مفتی شاکر خیال الدیوف کی تخلیقات "اسلام اور عبادت" اور "دین اسلام" کا شائع ہونا ایک نمایاں واقعہ ہو گیا۔ بہت ہی خوبصورت بالخصوص البم "اسلام کی تاریخی یادگاریں" اور "سوویت یونین میں مسلمانوں کی تہذیب و تمدن" دیکھ کر بھی لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ دوسرے ملکوں میں کم ہی مسلمانوں کو عالم ہے کہ ۱۹۶۳ء میں ہمارے

ملک میں قرآن مجید روسی زبان میں بھی شائع کیا گیا اس طرح ہزاروں لوگوں کو جنہیں مشرقی زبانیں نہیں آتیں اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ کیا اس کے بارے میں تفصیل سے بتانے کی ضرورت ہے۔ ہر قسم کی مذہبی کتابیں اسلام ماننے والوں کے لئے ضروری تعداد میں برابر چھاپی جاتی ہیں۔

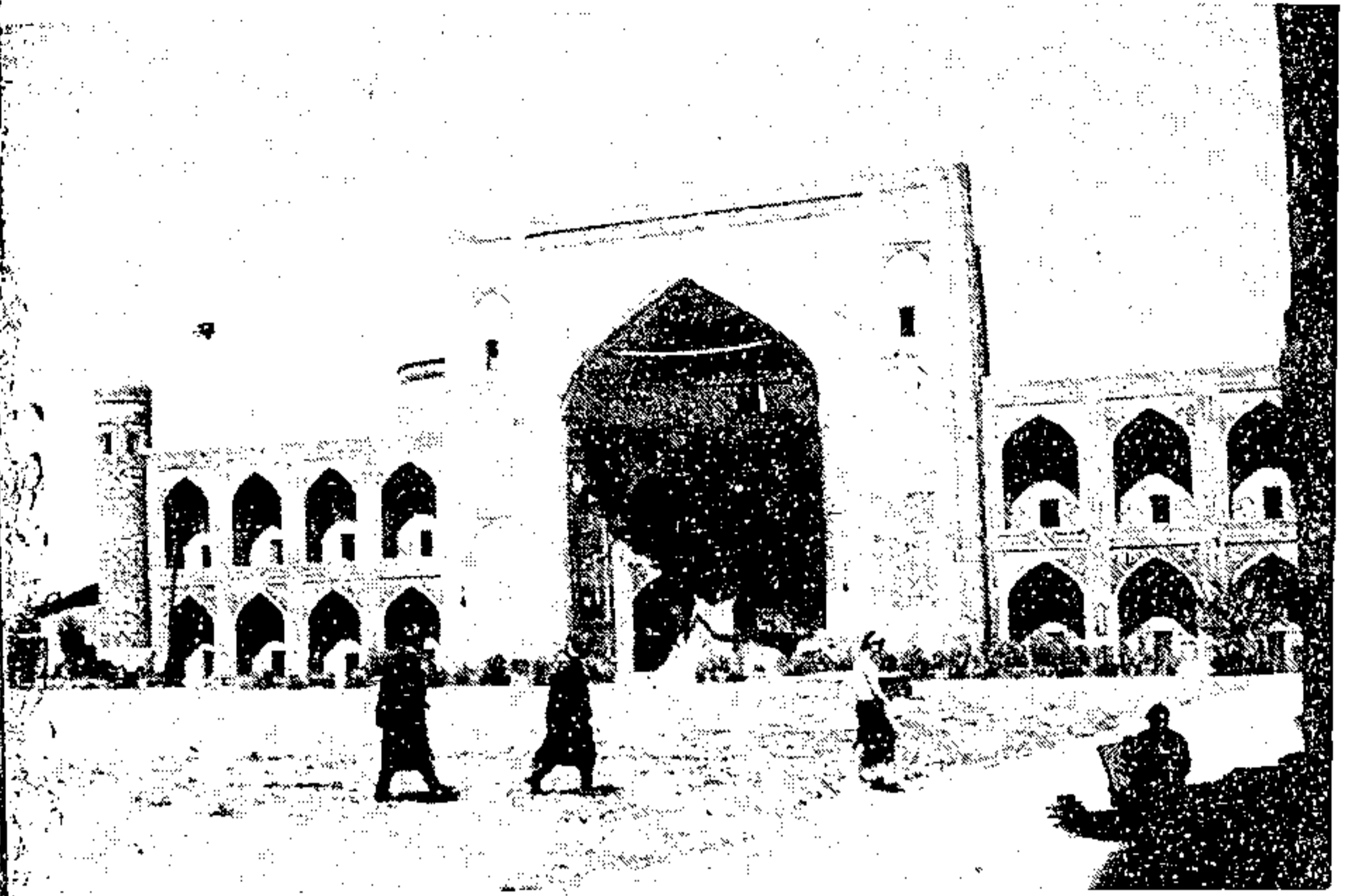


ازبک سوویت جمہوریہ سوشلسٹ جمہوریہ کی راجدھانی تاشقند میں مسلم مذہبی بورڈ کی لائبریری میں قدیم مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔!



## گورامیر

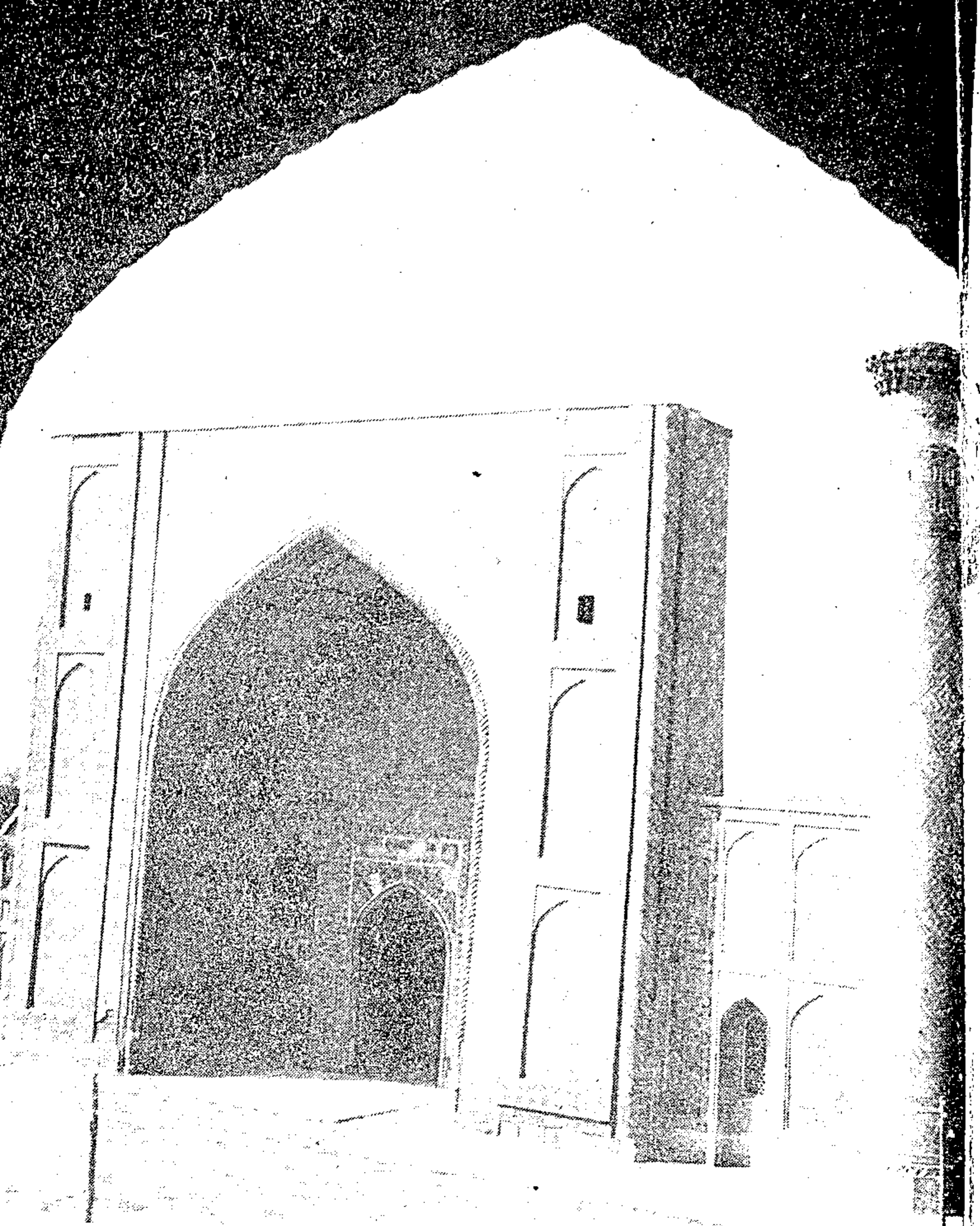
وسط ایشیا کے تاریخی یادگاروں میں جن کو مسلمانانہ حجاج عقیدت سے پیش کرتے ہیں سہر قند میں "گورامیر" نامی مقبرے کو بنایا گیا ہے۔ یہ مقبرہ ۱۲۰۵ء - ۱۲۰۲ء میں امیر تیمور لنگ کے حکم پر ان کے چھپتے پوتے اور جانشین محمد سلطان کے قبر پر تعمیر کیا گیا جن کا انتقال ۱۲۰۳ء میں ہوا تھا۔ بعد میں اسی مقبرے میں محترم ولی اللہ سید بیری کے دفن کئے گئے۔ جو امیر کے پیر تھے اور تھوڑے دن بعد ہی انے بزرگے قدموں میں خود تیمور لنگ کے قبر بنی۔ اسی وجہ سے یہ مقبرہ "گورامیر" کہلا رہا ہے۔ مقبرے کے ہشت پہلے عبارت کے خطوط واضح ہیں۔ اس کے بنیاد بہت مضبوط ہے اور اوپر شاندار گنبد نظر آتا ہے بنیاد کے باہر کے دیواریں، گنبد اور اس کے مدور گروں پر بہت ہی چمپا اور رنگین نقشے و رنگاں سے آراستہ ہیں۔ مقبرے کے چوبی دروازوں پر لاجواب کندا کاری ہے اور اندر کے دیواریں بیشبے کے شش پہلو ٹائلوں سے موصع ہیں۔ وہ نیم شفاف، دور ہیا اور سبز کے مائل ہیں جن کے کناروں پر بہت ہی باریک کندا کاری کی گئی ہے۔ مقبرے کا گنبد دبا تے ہوتے ریشمی کاغذ سے آراستہ ہے جس پر نازک طلائی گلے کاری ہے۔



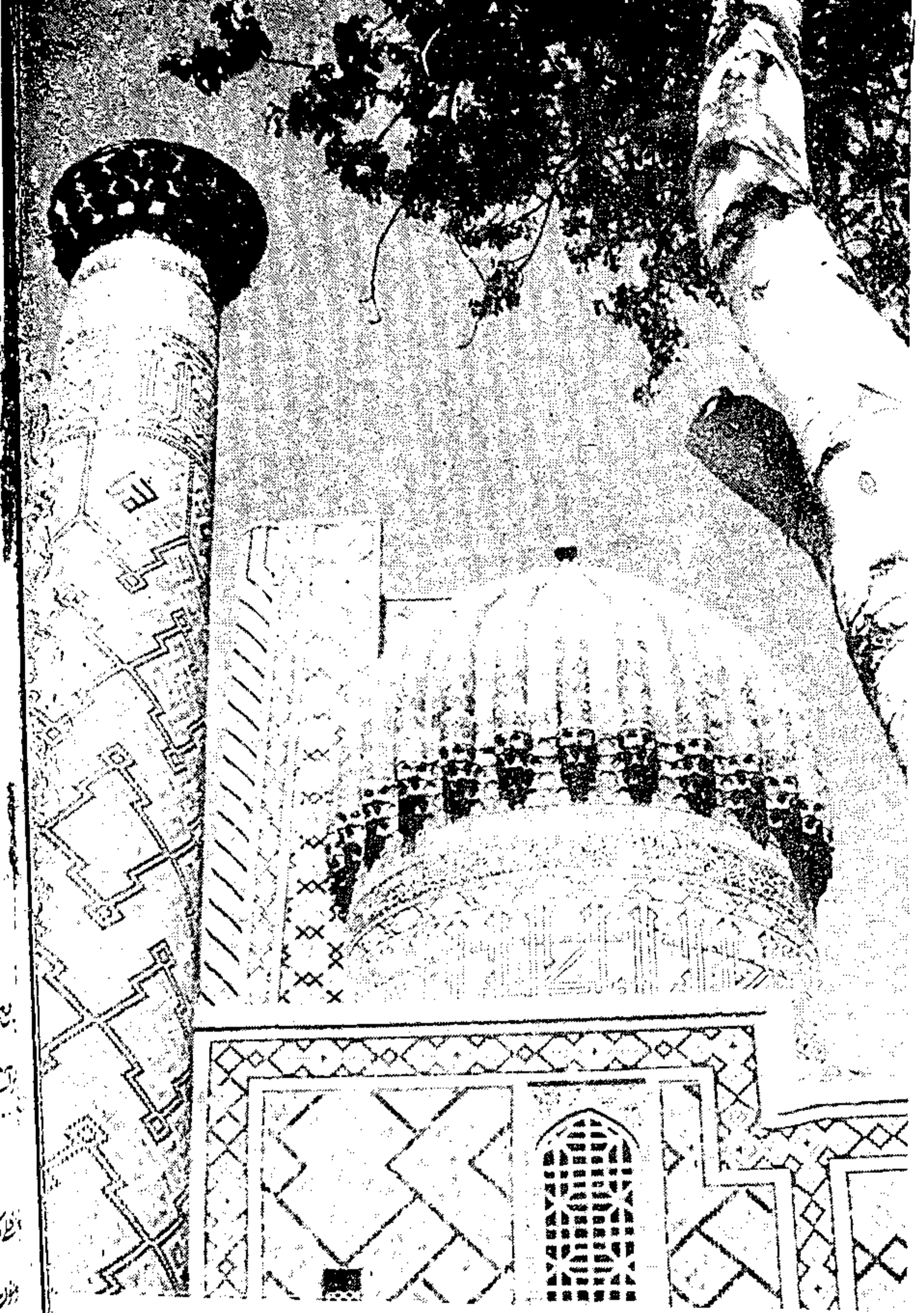
ایک شاندار یادگار جو سمرقند کے آخری حکمران کے نام سے وابستہ ہے اب تک جنوبی محفوظ ہے۔ ریاست اس کے بحالی اور حفاظت کرتی ہے۔ یہ عمارت خانانہ تیوریہ کے آخری حکمران الخ بیگ گورگانی سے تعلق رکھتی ہے جو تیورنگ کا پوتا تھا۔ اس نے مشہور مدرسہ الخ بیگ کے عمارت اپنی زندگی میں پندرہویں صدی کے لیے تعمیر کرائی تھی۔ مدرسے کے سامنے کرخ پر لکھا ہے۔ "اسے ایوان علم کا بانی ہے۔۔۔۔۔" اور ایوان پر عقیدہ رکھنے والا الخ بیگ گورگانی ہے۔ اس عمارت کے وزن سے کرہ ارض کا محور ہل رہا ہے۔"

مدرسے کے صدر دروازے کو شاندار محراب اور اس کے دونوں کناروں کو بلند مینار آراستہ کرتے ہیں۔ مدرسے کے دیواروں، محراب اور میناروں پر بہت خوبصورت نقش و نگار ہے۔ عمارت کے رنگارنگ آرائش میں وسط

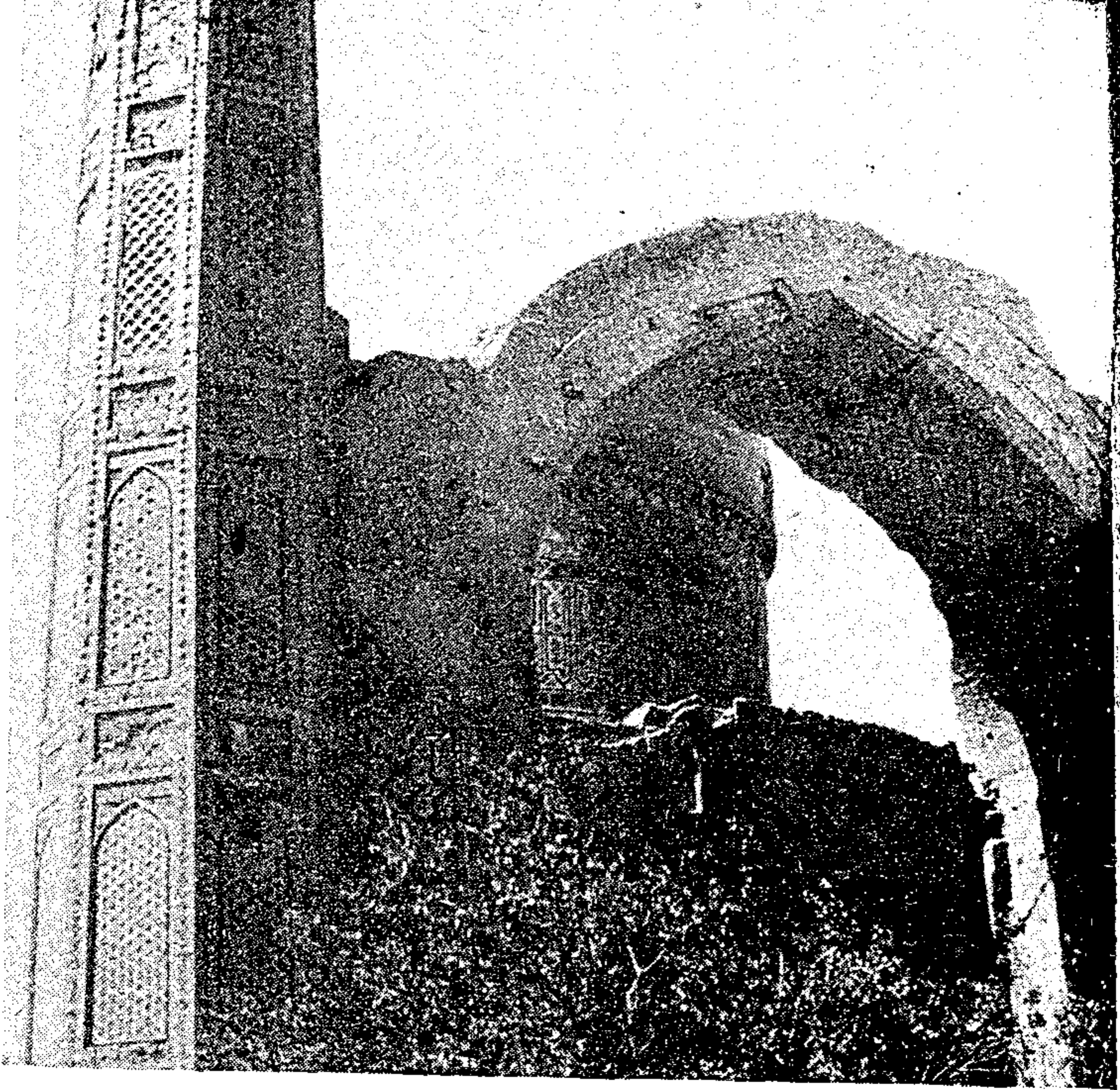




ایشیا کے فن کی تعبیر کے مثالی رنگ قائم رکھے گئے یعنی نیلا اور آسمانی، بھورا اور پیلا اور بھورا اور سرخ رنگ۔ یہ وسط ایشیا کے قدرتی مناظر کے رنگ ہیں۔ مدرسۃ الف بیگہ "ریگتا" نامی چوک پر واقع ہے اور اس کے سامنے ایک اور مدرسۃ "شیورد" ہے (فولڈوہ) میدان کے سرے پر تیسرے مدرسے کے عبارتے نظر آتی ہے۔ یہ مدرسہ "ٹیلہ قاری" یہ دونوں عبارتیں کچھ



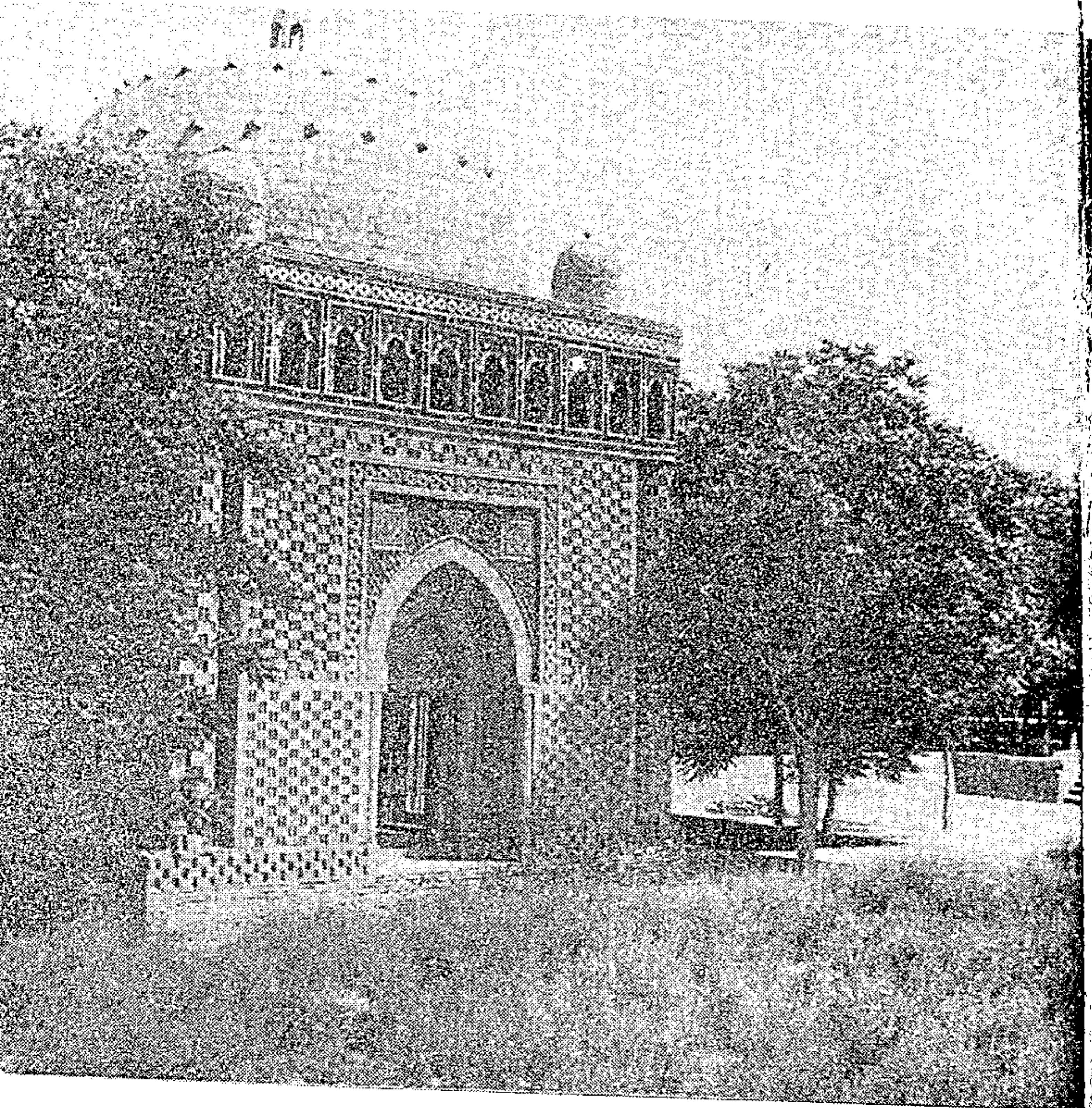
بجرام میں چوتھی صدی میں بنائے گئیں۔ الخ بیگے مدرسے کے ساتھ مل کر  
 عسارتیں سہر قند کے مرکز کے میدان میں عسارتوں کا بہتے ہوئے صورت جھڑپ  
 پیش کرتے ہیں جو تیسویں سلطنت کا دار الحکومت تھا اور اپنے دوسرے نام یعنی  
 «روئے زمین است» (یہی دنیا کا چہرہ ہے) پر فخر کرتا ہے۔



عظیم تیورنگ کے نام سے ایک اور شاندار یادگار وابستہ ہے۔ یہاں  
 جامع مسجد ”بی بی خانم“ ریگستان چوک کے مشرق میں اس کے شاندار کھنڈرات  
 نظر آتے ہیں۔ سارے مشرق میں جامع مسجد ”بی بی خانم“ کے نظیر نہیں ملتے۔  
 مسجد کے چاروں طرف دیواریں تھیں جن کے ہر گوشے میں بلند مینار تھے  
 داخلے کے محراب (پیش طاق) کے سامنے جامع مسجد کے بڑے شاندار عبارت اور  
 دونوں طرف ایک دوسرے کے سامنے جواب کے طور پر چھوٹی مسجدیں تھیں۔  
 تمام عبارتیں چھتے کے ایک کیلری سے متی بقیوں میں پتھر کے ستونوں کے  
 کئی قطاریں چلی گئی تھیں۔ سارا صحن مرمر کے ڈالتوں سے جڑا تھا اور  
 روغنی مٹی کے بچے کاری تھی۔

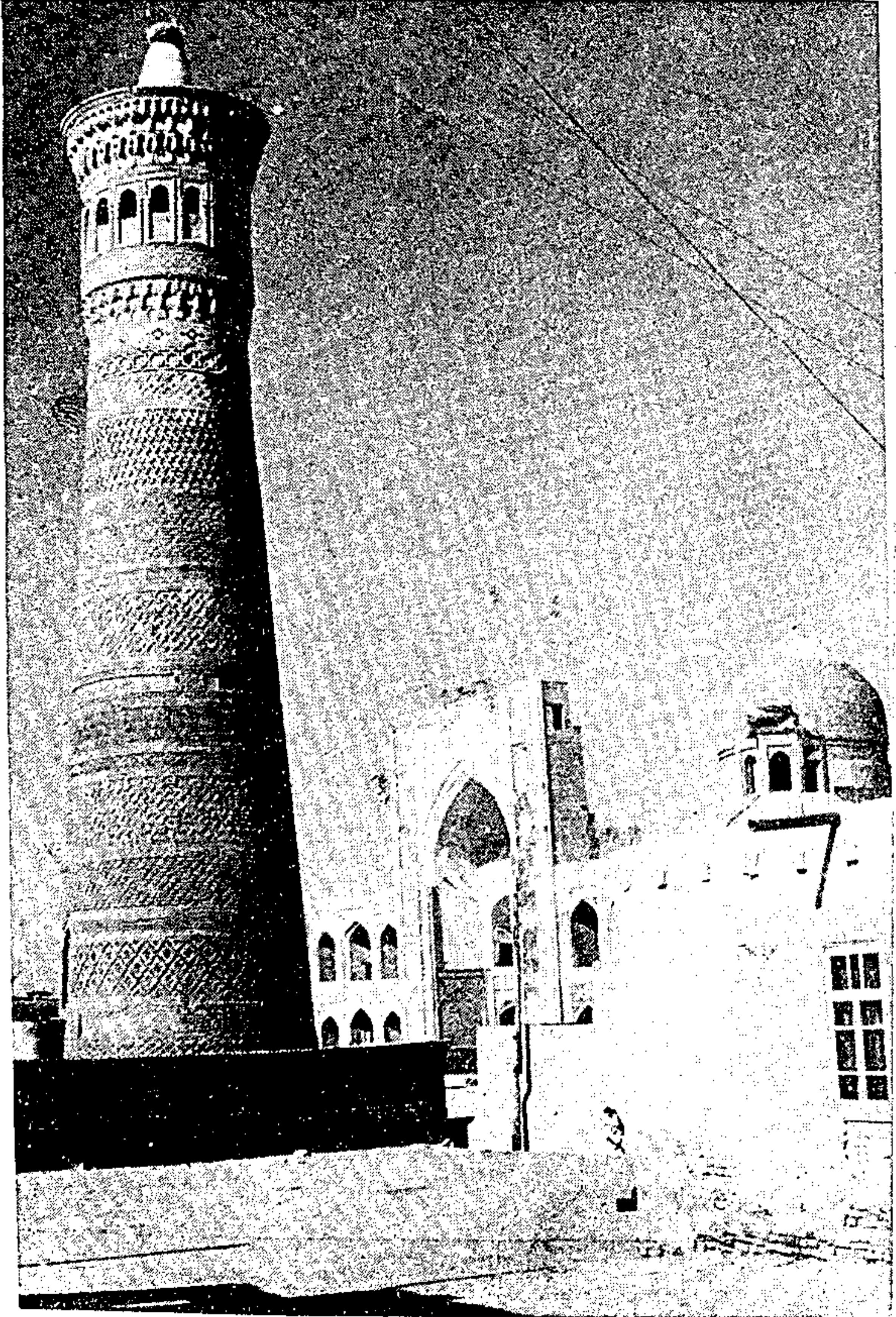


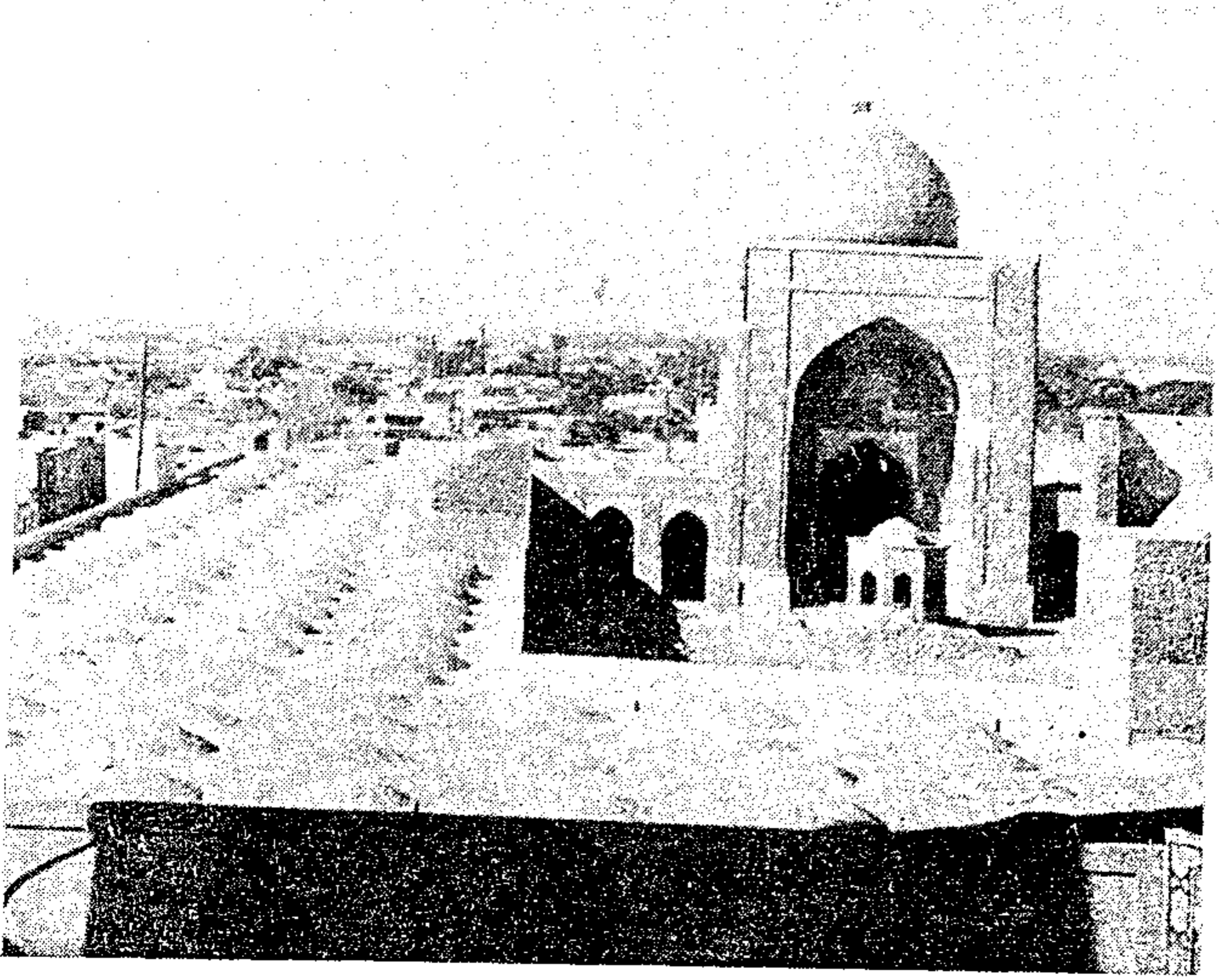
شہر ترمیز میں مشہور شیخ حکیم الترمیزی کے مقبرے کا ملبہ ہے جنہوں نے کئی مذہبی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں اسلامی ادب کے مشہور تصنیف «نوار الاصل» بھی شامل ہے۔ حکیم الترمیزی، محمد ابن اسماعیل کے ہم عصر اور ممتاز محدث تھے۔ مسلمان حکیم الترمیزی کے مقبرے کے زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں اور اس کے حالت بہت اچھی ہے۔ فوٹو میں لوح قبر کے آرائش بجا کرنے والا ماہر ہے



ازبکستان کا قدیم شہر بخارا اکثر "بخارا شریف" کہلاتا ہے۔ اب بھی بخارا کے سرزمین پر قدیم فنِ تعبیر کے شاہکار محفوظ ہیں۔ ان میں سے بڑھ کر اسماعیل سامانی کے بے نظیر مقبرہ ہے جو نوویں اور ۱۰ویں صدی کے مشرقی فنِ تعبیر کا موقیٰ سمجھا جاتا ہے (فوٹو ۱۰/۳) اس کے قریب مزارِ چشمۃِ ایوب ہے (۱۲ویں صدی) مزار کے اندر اب تک ٹھنڈے پانی کا سرچشمہ ہے۔ مینارِ کلاں، مزارِ چشمۃِ ایوب کا ہم عصر ہے اس کے تعبیر کے ۱۱۲ء میں ہوئے

تھی۔ وسط ایشیا میں یہ سب سے بلند مینار ہے، ساڑھے ۲۶ میٹر بلند۔ مینار  
 کے پاس جامع مسجد کلاں ہے جو وسط ایشیا میں ایک قدیم ترین اور وسعت کے  
 لحاظ سے سہر قند میں مسجد "نبی بنی خاتم" کے بعد دوسری سبھی جاتی ہے مسجد

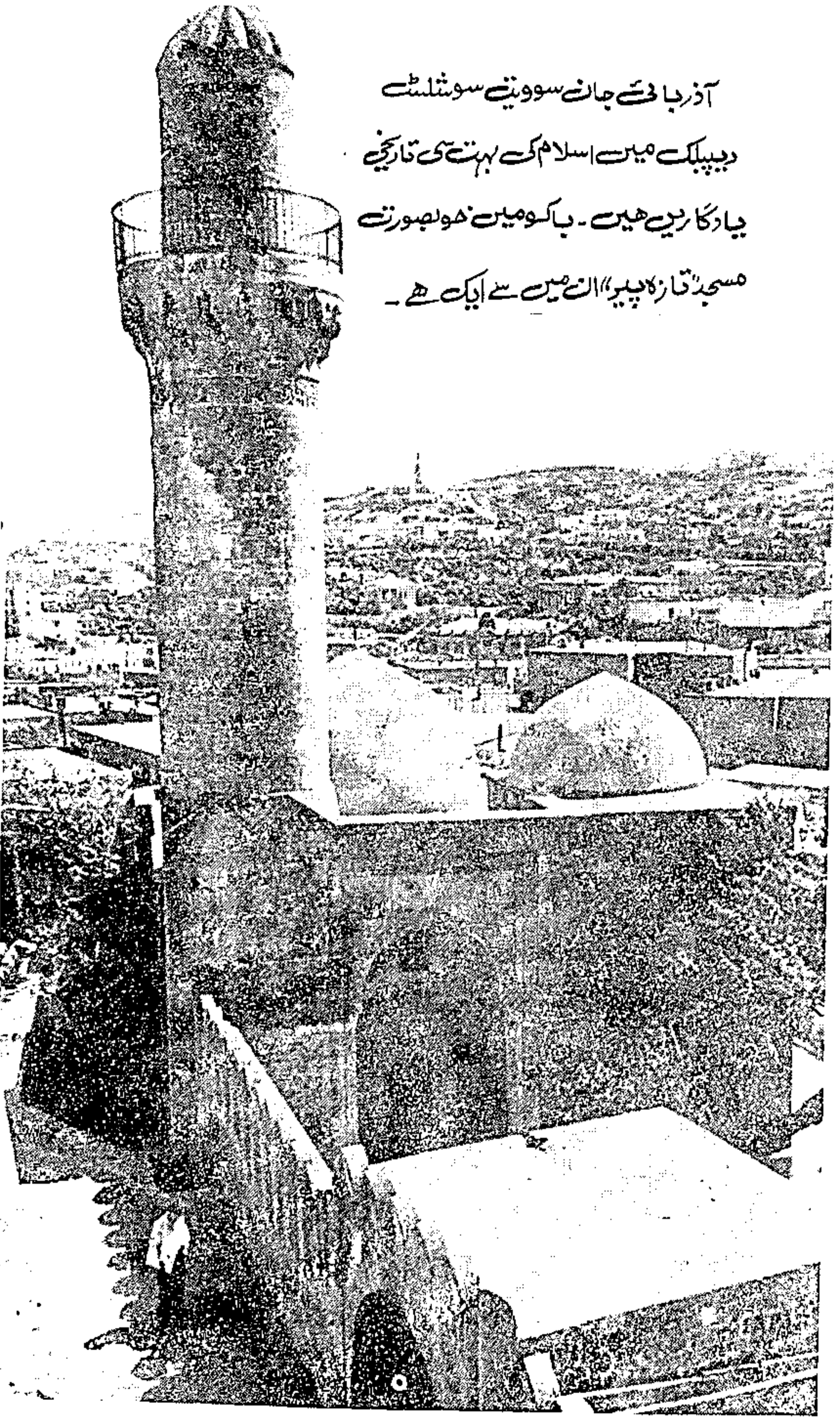




میں سات دروازے ہیں۔ اس میں ۱۰ ہزار سے زیادہ نمازیوں کے لئے گنجائش  
 ہے مسجد کے صحن میں جوگیلری ہے اس کے اوپر ۲۸۸ گنبد ہیں جو ۲۰۸  
 ستونوں پر قائم ہیں۔ (فولڈ نمبر ۱۵)

مدرسہ "میر عرب" جو ۱۵۳۰ء میں تعمیر کیا گیا تھا بخار کے قدیم اسلامی یادگاروں  
 میں سے ہے یہ شہر کے مرکز میں واقع ہے مسجد اور مینار کلاں کے ساتھ تینوں عبارتیں  
 فن تعمیر کا ایک جھرمٹ بناتی ہیں۔ اس میں چار صدیوں پہلے کی طرح آج بھی مدرسہ  
 ہے۔ مدرسے کے عبارتے بھی بخار کے طرز تعمیر کا نمونہ ہے: اس کے دو گوشوں میں بلند  
 گنبدوں والے ہالے ہیں۔ ایک میں ساعت خانہ ہے اور دوسرے میں مسجد۔ اندرون  
 دیواروں کے ماحشیے پردوں منزلہ گیلری کے جس میں آرٹ پیوٹریا اور ہجروں کے کھڑکیاں ہیں

آذربائیجانے سوویتے سوشلسٹ  
 ریپبلک میں اسلام کے بہتے کی تاریخی  
 یادگار بنے ہیں۔ پاکو میں ڈھول صورتے  
 مسجد "تازہ پیر" ان میں سے ایک ہے۔





سوویت یونین میں اسلام کی تمام یادگاروں کے بارے میں بتانے کے لئے بہت سی جلدوں کی ضرورت ہے۔

کیا بخارا کا ذکر کرتے ہوئے مسجد منغنی عطار (۱۲ویں صدی) مسجد نمازگاہ (۱۲ویں صدی) اور سیف الدین بیجزی اور بویان قلی خاں کے مقبروں کو فراموش کیا جاسکتا ہے؟ بخارا میں لب حوض نامی چوک پر مدرسہ کلناش ہے۔

(۱۵۷۸ء) جو وسط ایشیا میں ایک بہت بڑا مدرسہ سمجھا جاتا ہے اور مدرسہ

عبدالعزیز خاں (۱۶۵۲ء) جسے وسط ایشیا کے طرز تعمیر میں بہترین آرائش و

نگار کے لحاظ سے خاص جگہ حاصل ہے اس مدرسے میں دو مسجدیں ہیں: صحن

میں گرمیوں کے لئے اور اندر آنے کی گیلری کے مغربی گوشے میں سردیوں کے

لئے دونوں مسجدوں میں دیواروں اور چھتوں کی آرائش بچہ خوبصورت ہے۔

شہر سمرقند کی مضافات میں علم دین اور حدیثیں جمع کرنے والے ابو عبداللہ

محمد بن اسماعیل زعفرانی (بخاری) کا مقبرہ ہے۔ ایشیا، افریقہ اور مشرق

کے ملکوں کے لوگ ان کے نام سے بھی عظیم حکیم ابو علی ابن سینا کی طرح

واقف ہیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری نے ایسی کئی مذہبی تصانیف چھوڑی ہیں جن

میں سے اب بھی ایشیا، افریقہ اور مشرقی ملکوں کے علماء دین استفادہ کرتے ہیں۔

مقبرہ بخاری کے پاس ایک مسجد ہے۔ کچھ سال پہلے ادارہ دنیہ کی تجویز

پر اس مقدس یادگار کی بحالی شروع ہوئی۔ اس کا بنیادی کام ختم ہو چکا ہے اب

مسجدیں باقاعدہ عبادت ہوتی ہے۔ مقبرے کے سامنے پھولوں کے تختے اور بہت

سے پھولوں کے درخت لگائے گئے ہیں۔ حوض بنایا گیا ہے اور ان بحال کئے گئے

اور زائرین کے لئے نیا ہوٹل تعمیر کیا گیا ہے۔ وسط ایشیا کے مسلمان اکثر اس مقدس

جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے بہت سی دوسری مقدس جگہیں سلام

کے مشہور ترین کارکنوں سے وابستہ ہیں۔ مثلاً محمد خواجہ بہار الدین نقشبندی نے جو دستکار تھے۔ اسلام میں تھے مسلک "نقشبندی" کو رواج دیا (یہ ایسے دستکار کہلاتے تھے جو اطلس پر ذر دوزی کرتے تھے) وسط ایشیا، ترکی، عرب ممالک، ہندوستان اور انڈونیشیا کے بہت سے دیندار لوگ اس مسلک کے پیرو ہیں۔ محمد خواجہ بہار الدین نقشبندی کی یاد میں بخارا کے قریب ان کا مقبرہ اور اس کے پاس مسجد بنائی گئی تھی۔

مولانا یعقوب چرخی نے جو خواجہ بہار الدین کے بہت ہی مرید تھے۔ فارسی میں ایک بہت ہی مکمل تفسیر قرآن لکھی جس کا مطالعہ ابھی تک کیا جاتا ہے یہ ممتاز عالم ایک مقبرے میں دفن ہیں جو تاجکستان کے دار الحکومت دوشنبہ کے قریب گلستان نامی گاؤں میں ہے۔ تاجک سوویت سوشلسٹ ریپبلک اور افغانستان کے مسلمان مولانا یعقوب کے مقبرے کی زیارت کے لئے اکثر آتے رہتے ہیں۔ ترکمانیہ میں قدیم مرو کے علاقے میں (اب شہر ماری کہلاتا ہے) اب تک ایک مسجد محفوظ ہے جو ۸۶۹ء میں بنائی گئی تھی۔ لوگ، نمایاں عالم خواجہ یوسف ہمدانی کے اعزاز میں اسے "مسجد ہمدانی" کہتے ہیں۔ آج تک اس مسجد میں باقاعدہ عبادت ہوتی ہے اور تہریب کے دنوں میں سارے ترکمانیہ سے ہزاروں مسلمان یہاں آتے ہیں۔

تاجکستان میں خواجہ یوسف ہمدانی کا نام لافانی ہو گیا ہے۔ ان کی قبر پر شاندار مقبرہ تیار کیا گیا ہے۔ سارے وسط ایشیا کے مسلمان اس مقبرے کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

ایک اور جگہ کا ذکر نا ضروری ہے جو وسط ایشیا کے مسلمانوں کے لئے مقدس سمجھی جاتی ہے۔ یہ ہے امام ابو بکر ابن کفال شاشی کا مقبرہ۔ عوام انہیں حضرت امام کہتے ہیں۔ امام ابو بکر ابن کفال شاشی بہت مشہور عالم دین سمجھے جاتے

ہیں جن کی نظیر اس زمانے میں دیوانے دجلہ اور دیوانے فرات کے درمیان واقع ملکوں میں نہیں تھی۔ مشہور محدث حکیم عبداللہ تیشاپوری اور ابو عبد الرحمن سلامی، ابو عبداللہ حلیمی ابن میاندا، ابن نصر اور عمر ابن قطفہ جیسے مشائخ دین ان کے شاگرد تھے۔ «محاسن الشریب» ان کی تصانیف میں سب سے مشہور ہے۔ انہوں نے «جدال» نامی کتاب فلسفے پر بھی لکھی ہے۔ ابوبکر ابن کفال شناسی کا انتقال ۳۶۶ھ میں ہوا اور وہ تاشقند میں دفن ہوئے۔

۱۹۵۷ء میں وسط ایشیا اور قزاقستان کے مسلمانوں نے ابوبکر ابن کفال شناسی کے مقبرے کے قریب اپنے ادارہ دینیہ کے پہلے صدر مفتی اعظم ایشان باباخان ابن عبدالمجید خان کو دفن کیا جو وسط ایشیا کی سوویت ریپبلکوں میں ممتاز عالم دین تھے۔

ساہا سال گذرتے جاتے ہیں لیکن قدیم یادگاریں محفوظ ہیں اور مسلسل عظیم ماضی کی یاد دلاتی ہیں۔



شہر خیوا کے قدیم محلے کا منظر

پیشے منظر صریح مسیحا سلام خواجہ

اور مجمعہ مسیحا کامینار ہے۔





امام خطیب

منیر الدین

مخدوم عصام الدین

میں چاہتا ہوں کہ  
 مختلف ملکوں میں ہمارے  
 مرکز ہوں کو سوویت  
 یونین میں اپنے  
 ہائیوں کے زندگی کے  
 بارے میں جان لوں

○



# مسجد "ٹیلہ شیخ" کے دیدار مسلمان خدا کا شکر ادا کر رہے ہیں

شہرتا شتد کی مسجد "ٹیلہ شیخ" کے امام خطیب منیر الدین  
مخدوم عصام الدنیوف نے خبر رساں اکیبسی "نووستی" کے  
نامہ نگار کو انٹرویو دیا۔ ازبیکستان کے دارالحکومت کے  
بہت سے باشندے محترم امام سے واقف ہیں ان میں وکا  
لوگ بھی شامل ہیں جن کا اسلام سے تعلق نہیں ہے۔

**سوال :-** محترم امام خطیب نہربانی کر کے آپ اپنے بارے میں  
کچھ بتائیے۔

**جواب :-** میں تاشقند میں پیدا ہوا اور اپنی عمر کے سارے ۸۰  
برس یہیں گزارے ہیں۔ میرے خاندان کے افراد قرآن کا اچھا علم رکھتے تھے  
کیونکہ میرے باپ اور دادا بڑے دانا عالم تھے انکی یاد ہمیشہ میرے دل میں  
محفوظ رہے گی۔

میں نے ابتدائی اسکول اور بعد میں مدرسے میں تعلیم پائی۔ برسوں  
تک باغبانی کرتا رہا اور بوڑھا پے میں اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کی خدمت  
کرنے کا فیصلہ کیا۔ مسجد "ٹیلہ شیخ" میں امام کی حیثیت سے میں ۱۴ سال  
سے کام کر رہا ہوں۔

میری زندگی پُرمسرت اور روشن ہے۔ میں تین بار حج کرنے کے لئے مکہ تشریف جا چکا ہوں اور ہر بار نبی کریم کی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے میرے ہم وطنوں اور میرے خاندان کو خوشحال زندگی بخشی ہے میرے چار بچے ہیں۔ وہ لائق ہیں۔ لوگ ان کا احترام کرتے ہیں۔ میں ان پر فخر کرتا ہوں۔

میرا بڑا بیٹا قوام الدین منیروف مشرقی علوم کے انسٹیٹیوٹ میں علمی کام کر رہا ہے وہ تاریخ میں پوسٹ گریجویٹ ہے۔ منجھلا بیٹا ماہر زراعت اور چھوٹا انجینیر ہے۔ میری بیٹی معطوم پانچ بچوں کی ماں ہے۔ میرے تمام پوتے پڑھتے ہیں؛ کچھ انسٹیٹیوٹ میں اور کچھ اسکول میں۔ جب میرے خان کے تمام افراد کھانے کی میز کے گرد جمع ہوتے ہیں تو میرا دل خوشی اور اللہ کے لئے جذبہ شکر سے لبریز ہوجاتا ہے۔

**سوال :-** محترم امام صاحب آپ نے بتایا کہ آپ تاشقند میں پیدا ہوئے اور ساری زندگی یہیں گزاری ہے۔ بتائیے آپ کے شہر کی زندگی میں کیسی تبدیلیاں ہوئی ہیں؟

**جواب :-** محترم جان، میں یہاں بہت وقت گزار چکا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ میرا شہر تو اب پہچانا نہیں جاتا۔ تقریباً ۴۰ سال پہلے تاشقند عام طور پر ایک منزلہ مکاؤں کا شہر تھا لیکن اب بہت اچھی کئی منزلہ عمارتیں، آسمان سے باتیں کرتی نظر آتی ہیں، لمبی شاہراہیں شہر میں پھیلی ہوئی ہیں، اسٹا کی سڑکوں پر روشنی کا بہت اچھا انتظام ہے۔

۱۹۶۶ء میں تاشقند کو سنگین آزمائش سے گذرنا پڑا۔ اللہ کی مرضی یہی تھی۔ زبردست زلزلے کی وجہ سے شہر کا مرکز تباہ و برباد ہو گیا اور اس کے بہت





۵۰ سال قبل وسط ایشیا کے سرزمین پر ان کے نام و نشان تک نہ تھا۔

دیگستان میں نہ کوکتے سمندر تھا اور نہ کوکتے شاید ہندیجے محلے

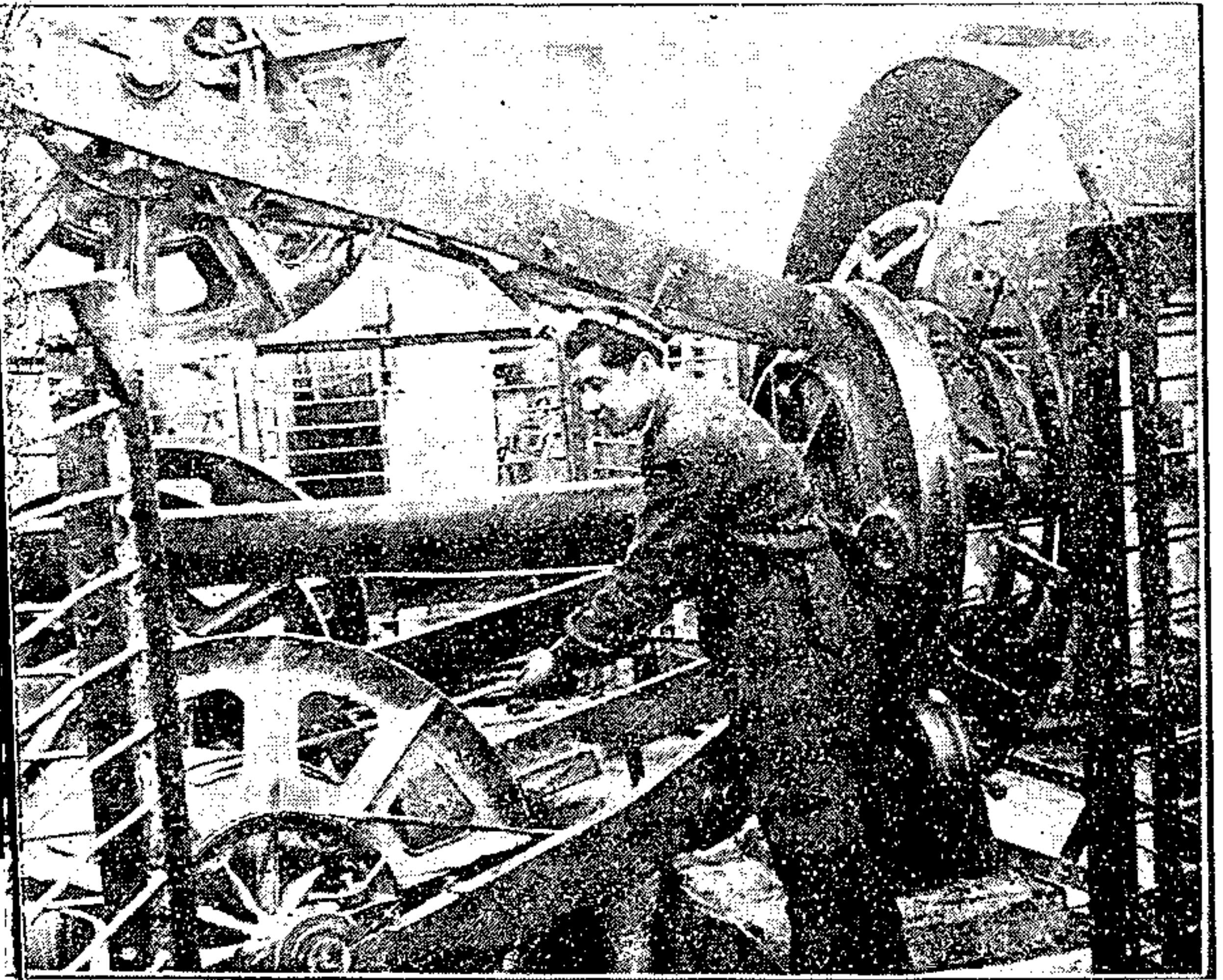
سے باشندے بے گھر ہو گئے۔

سارے وسیع ملک نے ہماری مدد کی۔ اس مشکل وقت میں مختلف سوویت ریپبلکوں سے نہ صرف مسلمان بلکہ بے مذہب لوگ بھی، ہزاروں مرد اور عورتیں تاشقند کو کھنڈرات سے صاف کرنے اور پرانے مکانات سے نئے بہترین اور زیادہ خوبصورت بنانے کے لئے ہمارے یہاں آئے۔ اپنے ساتھ وہ عمارتی سامان

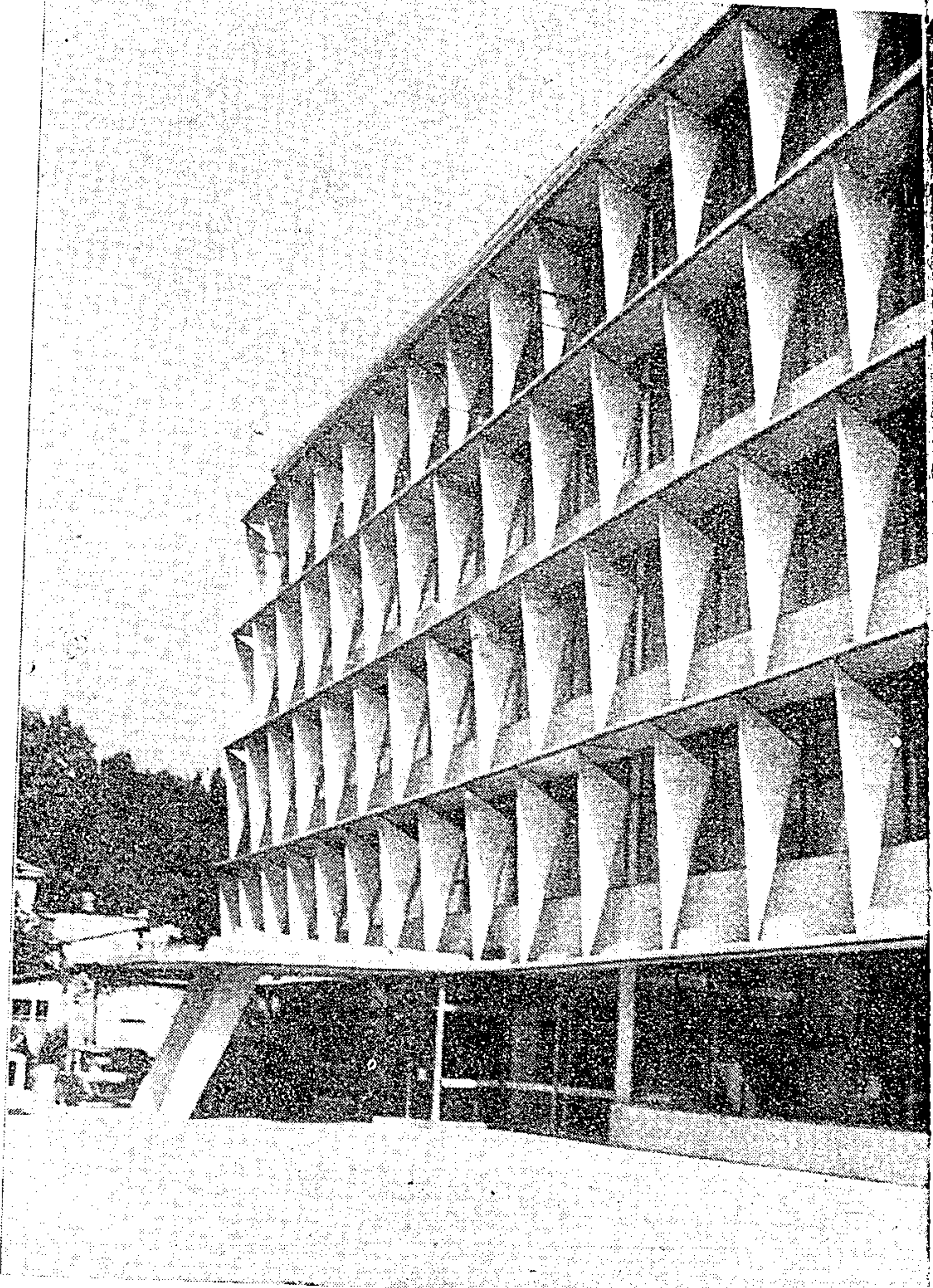
مختلف مشینیں اور ٹرکیں بھی لاتے اور یہ تمام چیزیں ہم ازبیک لوگوں کو بطور تحفہ  
دیں۔

میرے تمام زلزلہ زدہ ہم وطنوں کو متے اور جدید قسم کے فلیٹ مل چکے  
ہیں اور الحمد للہ اب وہ پرانے مکانوں کے مقابلے میں نئے فلیٹوں میں بہتر  
حالات میں رہتے ہیں۔

میں جس محلے میں رہتا ہوں وہ تباہ نہیں ہوا تھا لیکن میرے بہت سے



زندگی بڑی تیزی سے بدلتے جا رہی ہے۔ یورپ کے لوگوں کو وہ زمانہ یاد ہے جب ان کے سر زمین  
پر کوئٹے کا رخا نہ تھا لیکن آج ان کے آجائے شہروں سے بھی دوسرے سوویت ریپبلکوں  
اور غیر ملکوں کو بھی مختلف مشینوں اور آلات سے بھری ڈیلے گاڑیاں روانہ ہوتے ہیں



سوویت یونین میں بہت قابل کسی دوسرے ملک کے زیادہ مکان بنائے جاتے  
 ہیں۔ پچھلے برسوں میں ہر تیسوا سوویت باشندگان اپنا مکان تبدیل کر کے نئے  
 آرام رہ رہا آتش گاہ میں بسے گیا ہے

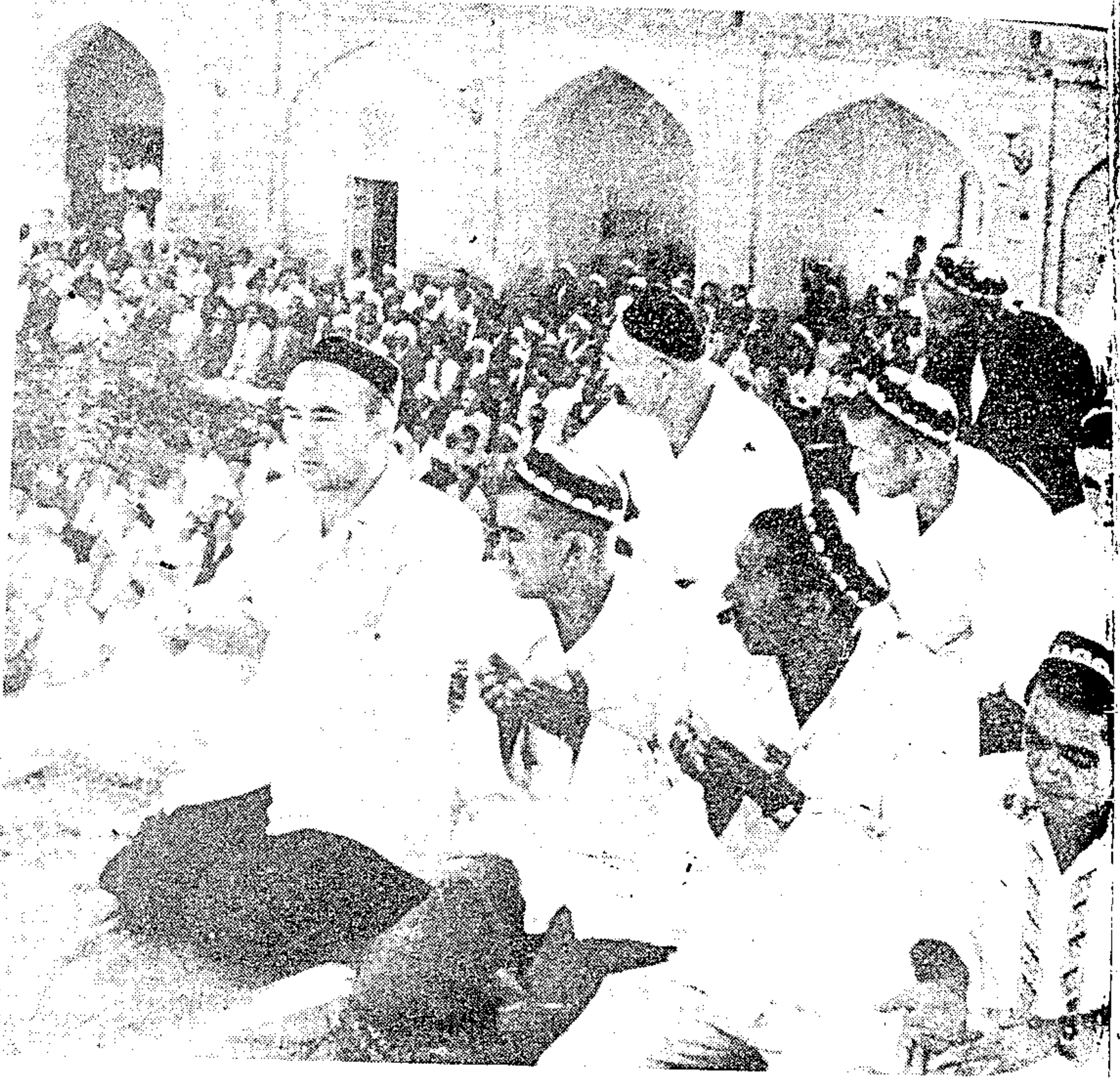
پڑوسیوں کے مکانوں میں شگاف پڑ گئے تھے۔ ہماری سوشلسٹ ریاست نے ان تمام لوگوں کو مالی اور عمارتی سامان کی شکل میں مدد دی اگرچہ یہ مکانات ریاست کی ملکیت نہیں بلکہ سب ذاتی ہیں۔ محترم مہمان، ایک سال بعد ہمارے تاشقند آئیے اور آپ اسے بالکل نہیں پہچان سکیں گے۔

عوامی حکومت کے دوران تاشقند کے باشندے خوشحال زندگی بسر کرنے لگے ہیں۔ سب لوگوں کے لئے مناسب کام ہے اور ان کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جس کا خواب عام لوگ انقلاب سے قبل دیکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ افسوس صرف یہ ہے کہ میرے محلے کے تمام باشندے مسجد نہیں آتے۔ ہماری طوفانی صدی میں بہت سے لوگ اپنے آباد اجداد کا مذہب چھوڑ چکے ہیں۔ لیکن اگرچہ ان تمام لوگوں سے روحانی قربت کی امید چھوڑ دوں تو میں برا امام ہوں گا۔ اب بھی ان کے چہرے روشنی سے چمکتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں مذہب ماننے سے انکی خوشی زیادہ مکمل ہوتی۔

پھر بھی محترم مہمان میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسجد "طیبہ شیخ" کبھی خالی نہیں رہتی بہت سے مسلمان خاص کر رمضان کے دوران مسجد آتے ہیں۔ لوگ یہاں تراویح سنتے آتے ہیں۔ تمام صاحب ایمان لوگ روزہ رکھتے ہیں اور شام کو ایک دوسرے کو افطار روزہ کے لئے مدعو کرتے ہیں۔ ان دنوں میں بھی معمول سے زیادہ اپنے مسلمان بھائیوں کے یہاں جانا ہوں۔

سوال :- محترم امام خطیب، کیا آپ ان لوگوں کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں جو آپ کی مسجد میں آتے ہیں؟

جواب :- محترم مہمان، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن میں کچھ لوگوں کے بارے میں آپ کو بتانے کی کوشش کروں گا کیونکہ میں چاہتا



## مسجد ٹیلہ شیخ میں نماز جمعہ کا ایک منظر!

ہوں کہ ہمارے غیر ملکی ہم مذہبوں کو سوویت یونین میں اپنے بھائیوں کی زندگی کے بارے میں علم ہو۔

اکثر دن کو نماز کے بعد میں اپنے ہم مذہب بھائیوں سے باتیں کرتا ہوں۔ بات چیت کے موضوعات کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ بعض لوگ قرآن میں کسی جگہ کوئی بات نہیں سمجھتے۔ میں انہیں سمجھاتا ہوں۔ اس کے علاوہ ہم اپنے عام

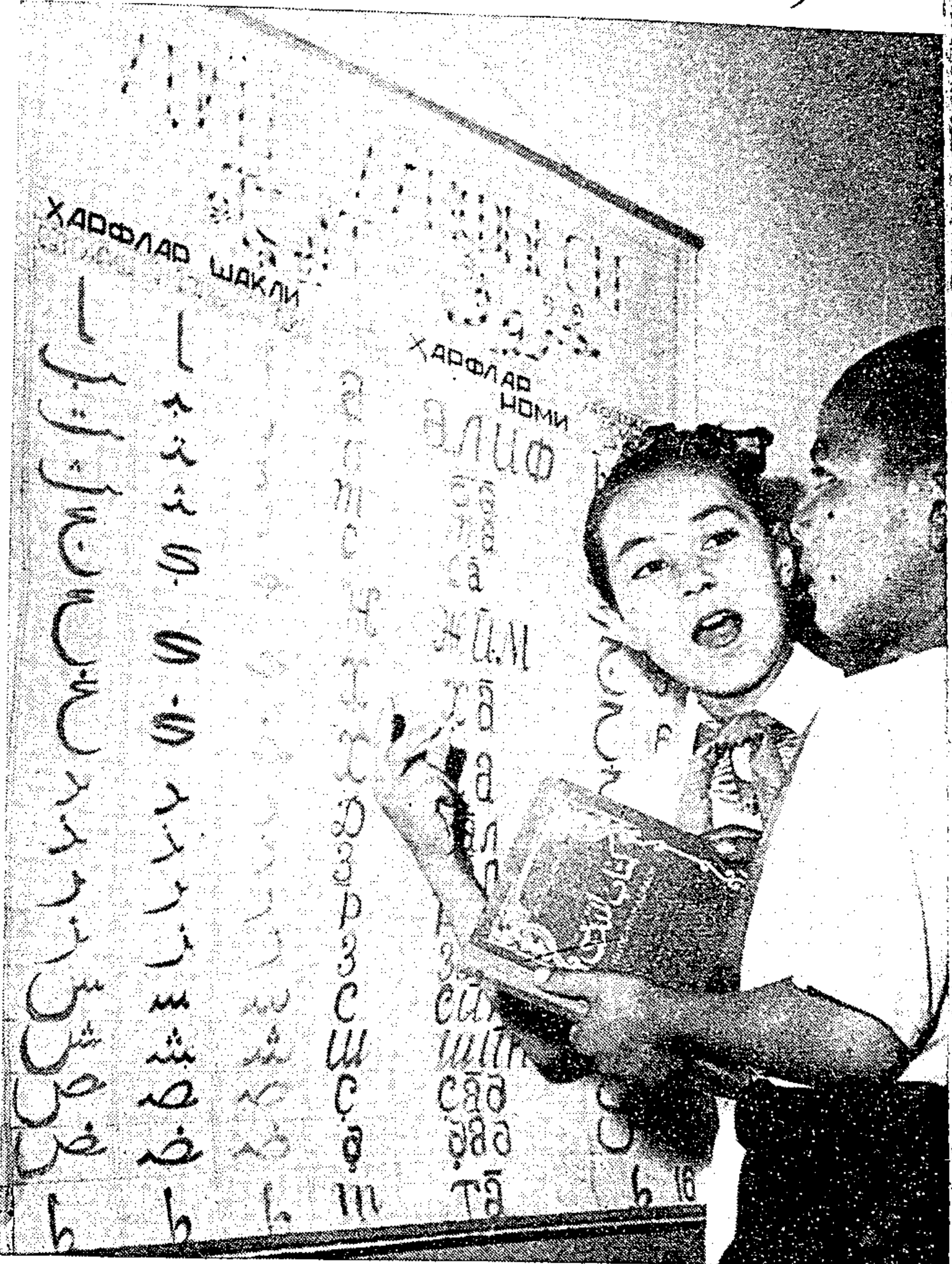
فکر و خیال اور ان واقعات کے بارے میں بھی باتیں کرتے ہیں جو ہمارے ملک اور دنیا بھر میں ہوتے ہیں۔

میں علیم جانوف ملاعارف جان سے بہت زیادہ قربت رکھتا ہوں۔ وہ مدتوں سے عبادت کے لئے ہماری مسجد آتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر ہر بار وہ مسجد میں میری مدد کرتے ہیں۔ وہ بہت اچھے باغبان تھے اور انہوں نے پنچائتی فارم کو کئی باغات لگانے میں مدد دی۔ انہوں نے اس زمین پر یہ باغات لگائے جسے انصاریوں نے ایماندار کسانوں کو ہمیشہ کے لئے مفت دے دیا جو پہلے منحوس ظالموں کی بے انصافی کا شکار تھے۔ یہ ظالم لوگ اللہ سے محبت کی قسمیں کھاتے تھے۔ لیکن اس کے فرمانوں کی خلاف ورزی کرتے تھے اور برائی اور ظلم و تشدد سے کام لیتے تھے۔

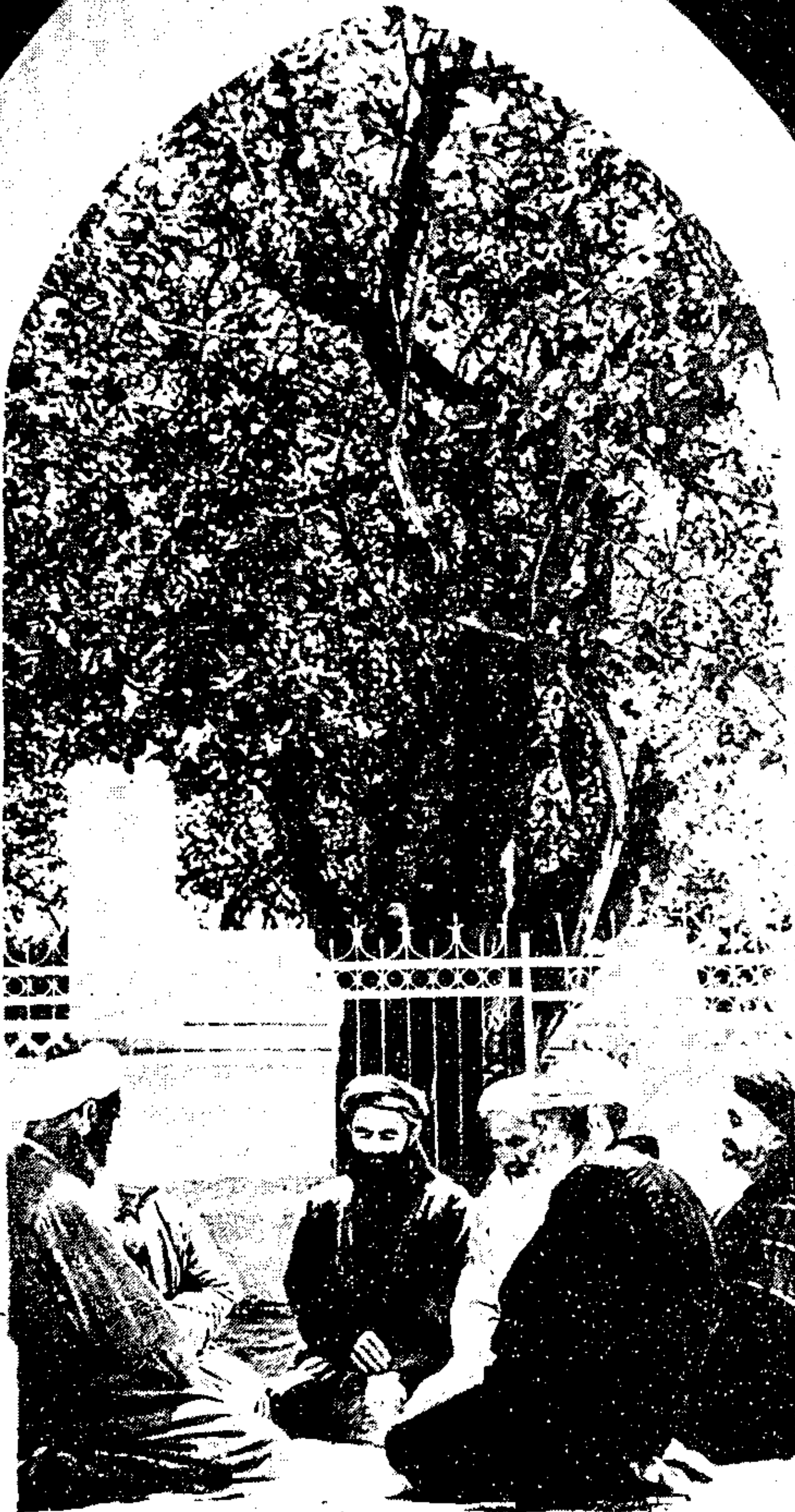
اب علیم جانوف بوڑھے ہو گئے ہیں اور ریاست انکونپشن دیتی ہے۔ ان کے تینوں بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ لڑکوں نے مفت تعلیم پائی۔ بلکہ ریاست انہیں وظیفہ بھی دیتی تھی۔ کیا ان کا باپ اس سے خوش نہیں ہے؟ عارف جان ہمیشہ عبادت میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

میرے ایک اور دوست نظام شیخ ہیں۔ وہ اسی ٹرک پر رہتے ہیں۔ جہاں ہماری مسجد واقع ہے ان کا ذاتی مکان اور چھوٹا سا باغ ہے۔ نظام شیخ قریب قریب میرے ہم عمر ہیں۔ صرف ۵ سال مجھ سے چھوٹے ہیں۔ میری طرح انہوں نے بھی پرانے ابتدائی اسکول میں تعلیم پائی۔ لیکن اس زمانے میں مفت تعلیم دینے والے اسکول نہیں تھے۔ اپنی ساری زندگی انہوں نے ارباکش کا کام کیا۔ ان کو بہت کام کرنا پڑتا تھا۔ ان کا خاندان بڑا تھا اور انکو بہت زیادہ فکر کرنی پڑتی تھی۔ ان کے ساتوں بچے ٹرک پر ننگے کھیلنے لگے تھے۔ اس زمانے میں کنڈر

گارڈن تھے اور نہ نرسریاں اور ٹریڈ یونین خوبصورت باغات والی صحت گاہوں کے لئے مفت پاس نہیں دیتی تھی۔ نظام شیخ انتھک کام کرتے لیکن اپنے خاندان کے افراد کو نہ تو کھلا پلا سکتے تھے اور نہ انکی تن پوشی کر سکتے تھے۔



آج کل ہر جگہ پڑھتا ہے عربی سیکھنا آسان کام نہیں لیکن بچے خوشی سے عربی سیکھتے ہیں



جمیعت میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے سب سے معزز اور محتاط لوگ اس پر احتیاط سے غور کرتے ہیں۔



کابوچھ پڑا۔

اب وہ ٹیک ٹائل مل میں کام کرتے ہیں۔ ان کے ۱۲ بچے ہیں۔ دو بیٹیاں شادی کرنے کے بعد ناشقند سے چلی گئیں اور باقی دس بچے اپنے باپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ پرانے زمانے میں یعنی انقلاب سے قبل وہ معمولی مزدور کی حیثیت سے اپنے بڑے خاندان کو نہ کھلا پلا سکتے تھے اور نہ تمام بچوں کو تعلیم دلا سکتے تھے لیکن اب ان کو عوامی حکومت مدد دے رہی ہے۔ ان کی بیوی اناخون کو ہماری حکومت نے اعزازی تمغہ "ہیروماں" عطا کیا اور بچوں کو تربیت و پرورش کے لئے ریاست اسے بھتہ دیتی ہے۔

عبدالرحمن محمود ۱۹۵۰ء سے ہماری مسجد آتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انکو فرصت کم ملتی ہے اس لئے کام کے دوران وہ مسجد نہیں آ سکتے لیکن کام کے بعد وہ ہر روز آنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ خدائے برتر کی عبادت کریں جس نے ان کو اور ان کے بچوں کو پریشانیوں اور غربت سے دور رکھا۔

زندگی بخشی ہے۔



ہر گاؤں اور شہر کے ہر محلے میں اور ہر کارخانے میں کتب خانے ہیں۔ ان میں کروڑوں کتابیں ہیں لوگ انھیں پڑھنے کے لئے مفت حاصل کرتے ہیں۔



مسجد ٹیپہ شیخ میں نماز

**سوال :-** محترم امام خطیب غالباً آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ اور آپ کے ہم مذہب اللہ کی عبادت کرتے وقت اس سے کیا مانگتے ہیں۔

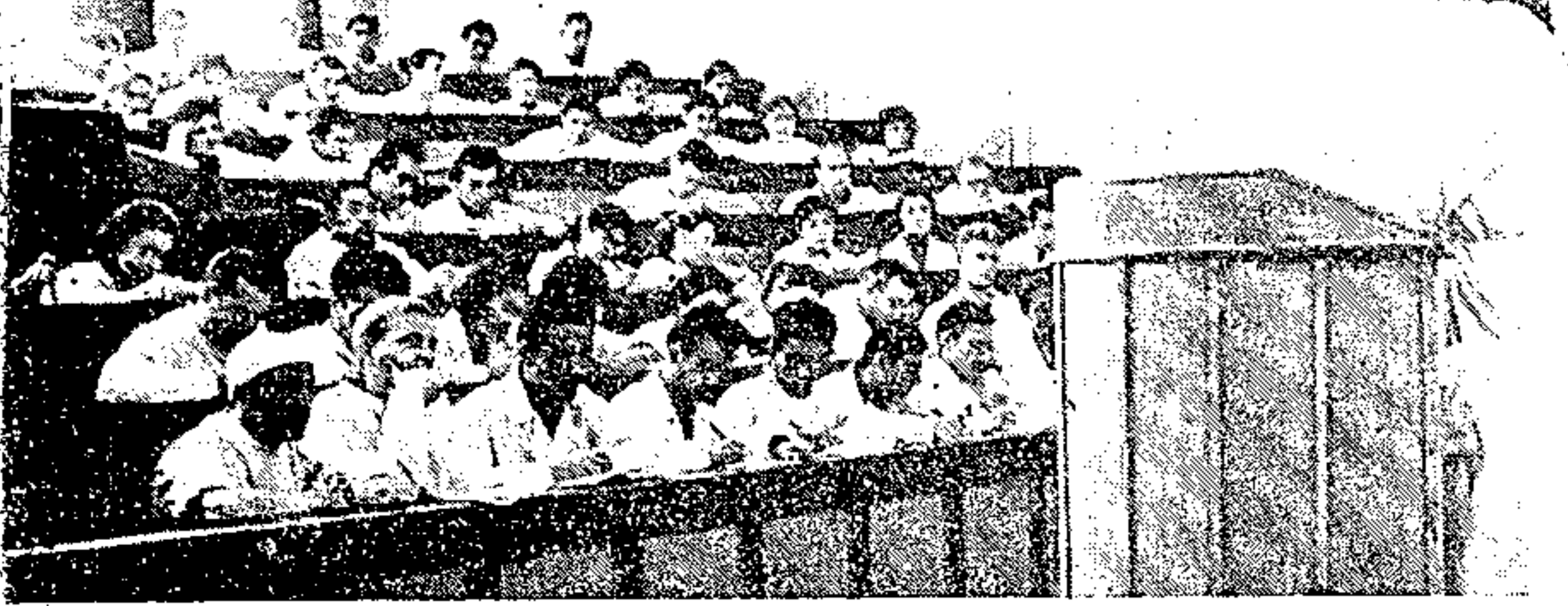
**جواب :-** ہم تو محض اللہ کے بندے ہیں۔ اس لئے ہم اللہ سے بہت سی چیزیں مانگتے ہیں۔ ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے بڑے ملک میں ہمیشہ امن و چین رہے، ہماری زندگی میں کبھی مصیبت نہ آئے اگر وہ آتی ہے تو اللہ ہمیں نہ چھوڑے۔ ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمارے بچوں اور دوستوں کو خوشی سے محروم نہ کرے اور انکی زندگی زیادہ بہتر اور دولت مند ہو اور زیادہ صحت مند ہوں۔

صرف انقلاب کے بعد نظام شیخ کے بچے مفت تعلیم دینے والے اسکول بنائے گئے۔ عوامی حکومت نے ان کو اپنے بچوں کی تربیت و پرورش اور اعلیٰ تعلیم میں مدد دی۔ سب سے بڑا بیٹا تعمیری انجینئر ہو گیا۔ چھوٹا بیٹا ڈاکٹر ہے وہ شہر الممالک میں دو خانوں کے محکمے کا انچارج ہے۔ نظام شیخ کی تین بیٹیاں اسکول کی استانیات ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی مالیاتی انسٹیٹیوٹ سے فارغ ہونے کے بعد اب سرکاری بینک میں کام کر رہی ہے۔ نظام شیخ کے بچوں نے اپنے باپ کا پرانا مکان چھوڑ دیا اور اب سب کے سب نئے اور جدید قسم کے فلیٹوں میں رہتے ہیں انکے اپنے اپنے خاندان اور بچے ہیں لیکن وہ اکثر اپنے باپ سے ملنے آتے ہیں اور انہیں تحفے دیتے ہیں۔

نظام شیخ کے بہت سے پوتے پوتیاں ہیں۔ حال ہی میں بڑی پوتی کی شادی ہوئی۔ وہ انسٹیٹیوٹ سے فارغ ہو چکی ہے۔ تمام رشتہ داروں نے اس کی شادی میں حصہ لیا۔ اتنے لوگ جمع ہوتے کہ ایسا لگتا تھا کہ گویا ماحشت کی آدمی آبادی آگئی ہے۔

اب نظام شیخ کام نہیں کرتے۔ اپنے دوستوں رحیم خواجہ تمبروف اور عبداللہ تولیاگانوف کے ساتھ جو ان ہی کی طرح پنشن یافتہ ہیں۔ وہ ہر روز پانچ بار نماز پڑھنے اور قرآن سننے مسجد آتے ہیں وہ سب فراخ دلی سے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

ہماری مسجد میں عبدالرحمن محمروف بھی آتے ہیں وہ عظیم اکتوبر انقلاب کے سال ہی پیدا ہوئے جس نے ہمارے عوام کو آزادی دی۔ ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی جب ان کے باپ کا انتقال ہو گیا اور سب سے بڑے بیٹے ہونے کی حیثیت سے عبدالرحمن محمروف پر بزرگی خاندان اور کنبہ پرورد ہونے



ہم نے دوسری عالمی جنگ کی مصیبتیں برداشت کی ہیں۔ یہ بہت سفاکانہ جنگ تھی۔ اس کا ایک ایک دن یاد کر کے میرا دل خون ہوتا ہے، اللہ عظیم ہے اس کی مہربانی یہی تھی۔ دنیا کو فسطائیت کو خطرے سے بچانے کی خاطر ہمارے ملک کے بہت سے فرزندوں، بہت سے دیندار مسلمان کو اپنا خون بہانا اور جان بھی قربان کرنی پڑی، اسی وجہ سے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ نئی جنگ نہ چھڑے۔

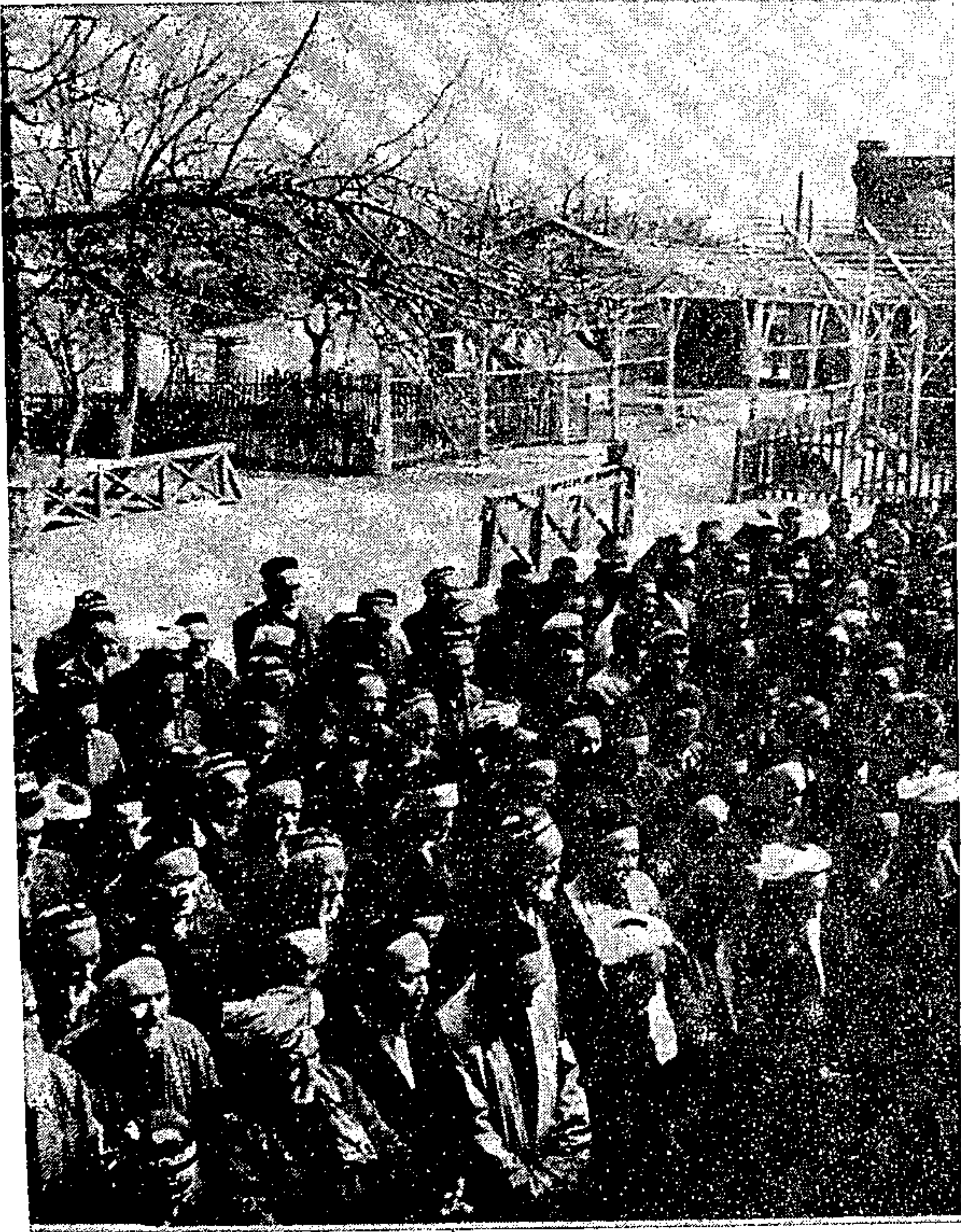
اس وقت میرے ہم وطنوں کی زندگی روشن اور خوشحال ہے۔ اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھ میں بھی اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری پر امن و خوشحال زندگی زیادہ طویل کرے کیونکہ انسان رنج و غم کے لئے نہیں بلکہ خوشی اور اپنے ارد گرد کی چیزوں کو خوبصورت بنانے کے لئے پیدا ہوتا ہے۔  
محترم مہان، میں نہیں جانتا کہ آپ میرے مختصر جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں لیکن اللہ جانتا ہے کہ ان تمام لوگوں کے بارے میں بتانے کے لئے جو ہماری مسجد میں آتے ہیں سارا دن بھی کافی نہیں۔



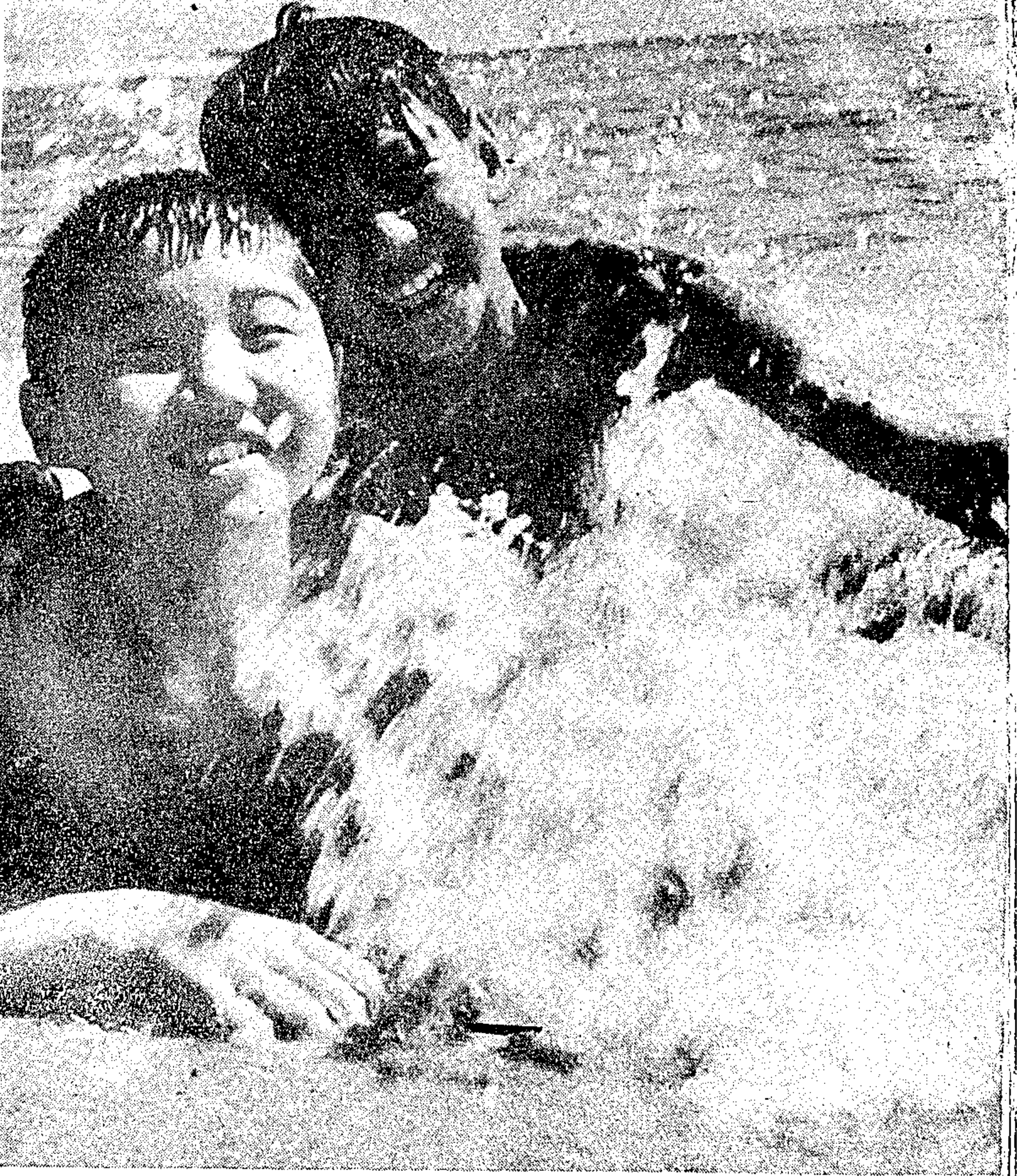
دیندار لوگ خود مذہبی جمیعتوں کے لئے امن فنڈ میں پیسے جمع کر رہے ہیں۔



چائے خانے میں مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن سال بساں مضطرب چہروں کی تعداد کم اور لبشاش اور مطمئن چہروں کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔!



سودیت یونین کے یورپی حصے اور ساپییریا کے مسلمان نماز ادا کر رہے ہیں



یہ خوشی اور آسودگی انہیں انقلاب اکتوبر کے بعد نصیب ہوئی

پیشتر۔ سپنر پیشنگ ہاؤس ————— پر نظر۔ انجمن پریس کراچی

تعداد اشاعت \_\_\_\_\_ ۳۰۰۰  
قیمت \_\_\_\_\_ ڈیڑھ روپیہ



سُووِيْتِ لُوِيْنِ

مِي

اَسْطِ اَكْبَرِ